ممالک غیر کیلئے پانچ روپے آٹھ آنے

قیمت چار روپے آٹھ آنے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

جلد (۹) | بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء | نمبر (۱۰)

فہرست مضامین

۱۔ دعائے مسلم۔ ترجمہ نظم حضرت خواجہ صاحب ۔ ۔ ۔ ۴۳۳
۲۔ شذرات۔ از مترجم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۳۴
۳۔ موت کے بعد کی زندگی
۴۔ مذہب کی غرض۔ از حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ۴۴۱
۵۔ اسلام اور تہذیب ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۴۶
۶۔ اسلام میں عورت کی حیثیت۔ از قلم انور الدین صاحب ۴۵۰
۷۔ جناب مسیح ایک مسلم تھے۔ از قلم حضرت خواجہ صاحب ۴۵۳
۸۔ ترکی ۱۹۲۳ء میں۔ از قلم محمد اللہ ... بی اے ۴۵۹
۹۔ گنج اسلام کی سمت جنبش۔ از لارڈ ہیڈلے ۴۶۵
۱۰۔ ایشیا میں اشاعت اسلام۔ از خواجہ منظور الٰہی صاحب ۴۶۸
۱۱۔ اسلام اور آریہ سماج۔ از مولوی مصطفیٰ خان صاحب ۴۷۰
۱۲۔ شاہجہان مسجد ووکنگ۔ از قلم روڈولف پکتھال ۴۷۷

درخواستہائے خریداری بنام منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

www.aaiil.org

ضروری اطلاع

۱۔ رسالہ اشاعت اسلام ایک ماہواری رسالہ ہے جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے۔
۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع ۱۰ تاریخ تک دفتر میں آنی چاہئے۔ ورنہ شکایت معاف۔
۳۔ رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور آنا چاہئے۔
۴۔ خریداران رسالہ کو بوقت خط و کتابت اپنے خریداری نمبر کا ضرور حوالہ دینا چاہئے۔ ورنہ تعمیل ہونے کی شکایت قابل معافی ہوگی۔
۵۔ سالانہ قیمت للعہ ششماہی عہ بیرون از ہندوستان صر نمونہ کا پرچہ مفت ارسال ہو سکتا ہے۔
۶۔ جواب طلب خطوط کیلئے ۔ر کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے۔
۷۔ جو صاحب آٹھ خریدار عنایت فرمائیں گے ان کے نام ایک سال کیلئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا
۸۔ پرانی جلدیں رسالہ اشاعت اسلام کی از ۱۴؁ ۱۹ء لغایت ۲۰؁ ۱۹ء فی جلد ۸ر
۲۱؁ ۱۹ و ۲۲؁ ۱۹ء فی جلد سے ر محصول ڈاک بذمہ خریدار۔
۹۔ مربی رسالہ اشاعت اسلام وہ ہے جو مفلس و نادار مذہبی اشخاص اور غیر مسلم قوموں میں مفت رسالہ جاری کرنے کی غرض سے پچاس روپے سالانہ چندہ دے۔

اجرت نامہ اشتہار رسالہ اشاعت اسلام

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
۱۲	۶۰ر	۳۵ر	۲۰ر
۶	۳۵ر	۲۰ر	۱۲ر
۳	۲۰ر	۱۵ر	ثلہ ر
۱	ثلہ ر	صرر	ے ر

اجرت اشتہار پیشگی لیجاویگی — معاہدہ اشتہار منسوخ نہیں ہو سکتا — مدت معینہ کے اندر بدل سکتا ہے، اشتہار کے حرف لکھوانے چاہئیں

۱۔ اگر اشتہار خود کاتب سے نہ لکھوا سکیں تو عہ ر کاتب کی اجرت اشتہار کے علاوہ ارسال کرنی ہوگی۔
۲۔ فحش اور خلاف تہذیب اشتہارات ہرگز نہیں لئے جاوینگے۔
۳۔ ٹائیٹل کے اشتہارات کی اجرت نرخنامہ سے ۲۵ فیصدی زائد ہوگی +

تمام درخواستیں بنام

مینیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

H.H. Prince Omar Tusan

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۹) بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء نمبر (۱۰)

دُعائے مسلم

خداوندِ دو عالم مَیں ہوں سرگرم ثنا تیرا
فدا ہے تجھ پہ جاں میری کہ تُو ہے دلربا میرا
تُو ہی اللہ ہے میرا اور نہیں تیرے سوا کوئی
احد ایمان ہے میرا نہیں ہے دوسرا کوئی
جمالِ عالمِ ایجاد بیشک تیری صُورت ہے
تو ہم کو معجزوں کی جُستجو کی کیا ضرورت ہے
کہاں ہے عقلِ انسانی کو یارا تیری قُدرت کا
کہ اِک برگِ گیاہِ سبز آئینہ ہے حیرت کا
تیری رحمت کا دسترخوان اِک دُنیائے نعمت ہے
بلا تخصیص ہر یک کے لئے سامانِ دعوت ہے
بلا تخصیص کالے اور گورے چل کے آتے ہیں
برابر گبر و ترسا اور مسلماں رزق کھاتے ہیں
تُو وہ فیّاض ہے تُونے سدا سب کچھ دیا ہمکو
ہمیں جس کی ضرورت تھی برابر وہ ملا ہم کو
تعالیٰ اللہ کیا رحمت ہے اِک نیکی جو ہو جائے
تو اس نیکی کے بدلے دس گُنہ انعام پھر آئے

پہ اے عفوِ گنہ اب تیری رحمت کی ضرورت ہے
کہ بخشش تیری عادت مالکِ یومِ قیامت ہے
میرے وردِ زباں ایاك نعبد بہر طاعت ہے
تیرے آگے کروں سجدہ یہی میری عبادت ہے
بنا مِرے ہمسفر اب رہ نوردانِ ہدایت کا
چکھا دے لُطف انعمت علیھم کی حلاوت کا
بچا لے ان کی صحبت سے جو ہمدوشِ ضلالت ہیں
گرفتارِ غضب ہیں اور اسیرِ قید آفت ہیں

ترجمہ نظم انگریزی خواجہ جمال الدین

شذرات

بچوں کیلئے انجیل کے تمام باتوں کو چھوڑ کر بچوں کو کہانیاں بہت مرغوب ہوتی ہیں۔ جتنی وہ عجیب وغریب ہوں۔ اسی قدر وہ زیادہ پسند کرتے ہیں۔ کلیسیا نے اپنی اشاعتی جدوجہد میں اس امر کو فراموش نہیں کیا۔ اور بچوں کے مفاد کو بالائے طاق رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی ہے۔ نائل مشن پریس کے سالانہ اجلاس میں مس ایم۔ ڈابسن نے بچوں کے لئے لٹریچر بہم پہنچانے کی ضرورت پر تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں بچوں کی دماغی حالت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی رجحان طبع کو جس طرف ہم چاہیں پھیر سکتے ہیں۔ اور ہندوستان میں یہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ ایک بڑے انسان کو انجیل کی سچائی منوانا بہت مشکل امر ہے۔ ایک مسلمان عورت جس کے ساتھ میں قرآن اور انجیل پڑھتی تھی۔ جب اس کے سامنے ایک ایسی بات آئی جو قرآن کے خلاف تھی تو اس نے پوچھا تمہاری کتاب سچی ہے یا میری۔ جب اسے کہا گیا کہ انجیل سچی کتاب ہے۔ تو اس کے بعد اس نے انجیل نہیں پڑھی لیکن بچے تو ہر شئے کو شوق سے پڑھتے ہیں۔ ہندوستان میں میں نے ایک چھوٹی لڑکی کو الف لیلہ کی

ایک جلد کا مطالعہ کرتے دیکھا جو مخرب اخلاق باتوں کو نکالکر شائع کی گئی تھی۔ لیکن اسکی بجائے انہیں انجیل کیوں نہ دیجائے۔ کیا خوب بدل ہے۔ بچوں کی تعلیم سے ان کی بہتری منصور ہوتی ہے۔ لیکن تم ان کے نازک دماغ کو ان امور سے بھرنا چاہتے جنہیں ایک ترقی یافتہ دماغ ہرگز قبول نہیں کر سکتا +

سُرخ پروپیگنڈا مسلمانوں سے اپیل ؎ آجکل روس کی سرزمین پُر اسرار بنگئی ہے۔ دنیا میں اس کے متعلق بہت سی باتیں مشہور کی گئی ہیں لیکن انہیں سمجھنا بہت دشوار ہے۔ حال ہی میں برطانیہ نے سوویٹ حکومت کے نام جو مراسلہ بھیجا ہے۔ اس میں برطانیہ کے خلاف مشرق میں پروپیگنڈا پھیلانے کا الزام لگایا ہے۔ اور اس قسم کی اشاعت کو روکنے کا مطالبہ کیا گیا ہے لیکن مارننگ پوسٹ کا روسی نامہ نگار تحریر کرتا ہے۔ کہ اس وعدہ کے خلاف روسی اخبار میں جو حکومت کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ تمام دنیا کے مسلمانوں سے یہ اپیل کی گئی ہے اور جس پر روسی مسلمانوں کی ایک سوسائٹی کے ممبروں اور صدر نے دستخط کئے ہیں۔ یہ اپیل اس امر پر زور دیتی ہے کہ حکومت برطانیہ نے اپنا جوا اہل اسلام کی گردن میں ڈالا ہوا اور ہم مسلمانوں نے ایشیائے کوچک و تھریس سے یونانیوں کو خارج کرنے اور سلطنت ٹرکی کی فتح کیلئے خداوند تعالےٰ سے دعا کی ہے۔ اللہ نے ہماری دعاؤں کو سُنا اور ٹرکی کو فتح نصیب ہوئی۔ لیکن اس فتح کا ایک بڑا سبب سوویٹ حکومت کی امداد تھی جو اس نے ٹرکی کو دی۔ اسلئے تمام اسلامی دنیا کو روس کی سوویٹ حکومت کا ممنون احسان ہونا چاہئے۔ اور اس جنگ میں جو برطانیہ کے خلاف اسے درپیش ہے اسکی حمایت کرنی چاہئے +

جاوا کے مسلمان ؎ جاوا کی کُل آبادی ۳۴۳۲۱۰۹۳۰ ہے جن میں سے ۳۶۰۰۰۰۰۰ مسلمان ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ رفتار زمانہ سے کسی حالت میں پیچھے نہیں بلکہ دیگر

اسلامی ممالک کی طرح ان میں بھی زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے۔ بیرونی ممالک کے مسلمانوں کو قدرتی طور پر مسلمانان جاوا کے حالات معلوم کرنے کی خواہش ہوگی ایک ریلوے ہڑتال کے متعلق بٹاویا سے ٹائمز کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے چند سال پہلے باشندگان جاوا کی ہڑتال کا خیال مضحکہ انگیز معلوم ہوتا تھا اس جزیرے کے لوگ ایک سرے سے دوسرے تک نہایت پرامن اور خوشحال ہیں۔ لیکن گذشتہ چند سالوں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی ہے۔ جو لوگوں کو ابھارنے میں مشغول ہے۔ شرکت اسلام پہلے ایک خالص مذہبی جماعت تھی جسے مسلمان علما نے قائم کیا تھا۔ لیکن اب اس جماعت نے سیاسی رنگ اختیار کرلیا ہے۔ اور یوروپین اقوام کی مخالفت پر کمر بستہ ہے۔ ہر ایک گاؤں اور سماٹرا کے دور افتادہ پہاڑی علاقوں میں بھی مدرسے کھولے گئے ہیں۔ موجودہ تعلیمی نظام میں جو نہایت وسیع پیمانہ پر ہے۔ ایک نقص یہ ہے کہ پرانی طرز کی تعلیم کو ترک کردیا گیا ہے۔ چند سال پہلے عورتیں اور لڑکیاں لبس اور کپڑے پر نہایت عمدہ سنہری کام کرتی تھیں۔ بڈانگ کے تمام گھروں میں نہایت خوبصورتی سے بیل بوٹے تراشے جاتے تھے۔ اب لڑکیوں نے لکھنا پڑھنا تو سیکھ لیا لیکن وہ سی نہیں سکتیں۔ یہ عام شکایت ہے کہ گورنمنٹ نے ہمیں تعلیم تو دے دی لیکن ملازمت نہیں دیتی +

لارڈ ہیڈلے کا عزم حج ویسٹ منسٹر گزٹ نے ۵ جولائی کی اشاعت میں ذیل کا پیغام شائع کیا جو قاہرہ سے موصول ہوا تھا۔

آج قاہرہ۔ اسکندریہ اور مصری مسلمانوں کے نمائندوں نے لارڈ ہیڈلے کا خیر مقدم کیا۔ لارڈ موصوف حج کیلئے مکہ جانے سے پہلے چند دن قاہرہ میں قیام فرمائیں گے۔ دس سال ہوئے کہ لارڈ ہیڈلے کی قبولیت اسلام کا اعلان شائع ہوا تھا۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا۔ کئی سال کے غور و خوض کے بعد میں نے

اسلام قبول کیا لیکن اس امر کے باوجود میں عیسائی بھی ہوں۔ کیونکہ حضرت مسیح کو مانتا ہوں اور ان کی تعلیم پر عمل کرتا ہوں۔ اس امر کو سمجھنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ صرف لارڈ ہیڈلے ہی ایک ایسے مسلمان نہیں جو عیسائی بھی ہیں تمام دنیا کے مسلمان نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح کی رسالت کو مانتے ہیں اسلئے مسلمان عیسائی بھی ہوتا ہے حقیقت میں یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ایک مسلم ہی سچا عیسائی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ان حقائق پر عمل کرتا ہے جو حضرت مسیح کی زندگی کا مقصد تھے۔ اور جن کیلئے آپنے جان دی۔ حضرت مسیح اپنی زندگی میں رضاء الٰہی کے لئے جویا رہے۔ ان کی اپنی کوئی مرضی نہ تھی۔ آپنے انسی اصول کیلئے جان دی۔ یہ اسلام نہیں تو اور کیا ہے۔ اسلام کے معنی ہی خداوند تعالےٰ کی فرمانبرداری کے ہیں۔ نبی کریم صلعم نے ذیل کے الفاظ میں انہی جذبات کو ظاہر کیا۔ نسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین +

موت کے بعد کی زندگی اور یوم قیامت

(از قلم جناب محمد صاحب لدھیانہ)

قرآن کریم میں انسانی زندگی کی تین حالتیں مذکور ہیں۔ پہلی حالت کا اظہار اسی دنیا کی زندگی میں ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں انسان کی عملی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اور اسی زندگی میں وہ اپنے نیک و بد اعمال سے آخرت کے لئے سامان تیار کرتا ہے۔ دنیاوی زندگی کے بعد اگرچہ روح کی ارتقا کی ابدی منازل طے کرتی ہے۔ مگر یہ ترقی صرف خداوند کریم کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ اور انسانی اعمال کا نتیجہ نہیں۔ دوسری حالت جو بعد از موت روح پر وارد ہوتی ہے برزخ کہلاتی ہے جس کے معنی حالت وسطی کے ہیں۔ یہ حالت اس وقت وارد ہوتی ہے۔ جبکہ روح اس جسم کثیف سے علیحدگی اختیار کرتی ہے۔ اور یہ جسد عنصری جزو خاک ہو جاتا ہے حالت برزخ میں ہر روح کو ایک جسم عطا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ ظاہری طور پر اپنے گذشتہ نیک و بد اعمال کا

مزا چکھے۔ یہ نیا جسم خاکی نہیں۔ بلکہ دنیاوی زندگی کے اعمال کے مطابق نورانی یا ظلماتی ہوتا ہے +

اسمیں شک نہیں کہ انسانی فہم و ادراک ان گہرے اسرار پر بکلی احاطہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی ہمیں اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ ان رازہائے سربستہ کا پتہ چلانے میں متجسس ہوں تیسری حالت کا ظہور یوم قیامت کو ہو گا۔ اور اس وقت ہر ایک نیک و بد روح کو پورا بدلہ دیا جائیگا۔ اس دن خدا تعالیٰ کی شان و عظمت کا اظہار ہو گا۔ اور مخلوق خدا اپنے خالق کو ظاہر طور پر دیکھ لیگی۔ اسی دن ہر انسان کو درگاہ باری تعالےٰ سے اسکے اعمال کی جزا ملیگی۔ بلا شبہ خداوند تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ اور اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔ اسی نے انسان کو ایک ادنےٰ حالت سے ایک اشرف حالت تک پہنچایا۔ اور اسے طاقت کاملہ حاصل ہے۔ کہ اپنے بندوں کو حیات بعد الموت عطا فرمائے۔ اسی دن خداوند تعالیٰ انسان کی دنیاوی زندگی کے نیک و بد اعمال کا مواخذہ کریگا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

یاایھا الناس اتقوا ربکم واخشوا یوماً لا یجزی والد عن ولدہٖ ولا مولود ھو جازٍ عن والدہٖ شیئاً ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا وقف ولا یغرنکم باللہ الغرور ہ (سورہ لقمٰن ع ۴) ترجمہ۔ لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو کہ نہ باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئیگا۔ اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئیگا۔ بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے سو تمہیں دنیا کی زندگی فریب نہ دے۔ اور خدا کے بارے میں تمہیں وہ فریبی (شیطان) فریب نہ دے +

ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئاً وان کان مثقال حبۃٍ من خردلٍ اتینا بھا وکفیٰ بنا حاسبین (ترجمہ) اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو رکھینگے سو کسی جان پر ظلم نہ ہو گا۔ اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہو گا ہم اسے لائینگے اور ہم کافی محاسب ہیں +

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ

اخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون ۰ واشرقت الارض بنور ربھا ووضع الکتٰب وجایٔ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لایظلمون ۰ ووفیت کل نفس ما عملت وھو اعلم بما یفعلون ۰ وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا حتیٰ ..... فبئس مثوی المتکبرین ۰ وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمرا....

(سورہ زمر ع ۶) **ترجمہ** - اور صور پھونکا جائیگا تو جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے بیہوش ہو جائیگا۔ مگر جسے اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائیگا۔ وہ اسی وقت کھڑے ہو جائینگے اور دیکھ رہے ہونگے۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھیگی۔ اور اعمالنامے رکھے جائینگے اور انبیا اور گواہ حاضر کئے جائینگے۔ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ اور ہر نفس کو جو کچھ اس نے کیا ہے پورا بدلہ ملیگا۔ اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور کافر جہنم کی طرف گروہ گروہ کرکے ہانکے جائینگے ... متکبروں کا ٹھکانا بُرا ہی۔ اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے۔ وہ گروہ در گروہ کرکے جنت کیطرف لائے جائینگے ۰

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ اگست ۱۹۲۳ء دفتر ووکنگ مسلم مشن در ہندوستان

تفصیل آمد	نمبر	رقم آمد ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ	تفصیل خرچ	نمبر	رقم خرچ ہندوستان پائی	آنہ	روپیہ
امداد مشن	عہ ۱	۶	۱۴	۳۵۸	خرچ ووکنگ مشن	عہ ۳	۰	۰	۳۲۸
قیمت رسالہ اسلامک ریویو	عہ ۲	۰	۵	۵۱۰	خرچ اسلامک ریویو	عہ ۴	۹	۵	۴۸۹
میزان آمد		۶	۲	۸۶۹	میزان خرچ		۹	۵	۸۱۷

دستخط - ڈاکٹر غلام محمد فنانشل سکرٹری مسلم مشن ووکنگ انگلستان

نقشہ تفصیل آمد مشن در ہندوستان بابت ماہ اگست ۱۹۲۴ء

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
نامعلوم الاسم	۰	۰	۳	جناب میاں محمد خان صاحب اکاڑہ	۰	۸	۷
جناب خادم حسین صاحب بارہ بنکی	۰	۰	۲	وصیت قرضہ منشی مظہر الحق صاحب	۰	۰	۲۰
" ایم عبدالرحیم صاحب میسور	۰	۰	۲۴	" احسان الحق صاحب میانوالی	۰	۰	۵
شہاب الدین صاحب نوشہرہ	۰	۰	۳۰	" وصیت قرضہ میاں غلام حسن صاحب لاہور	۶	۱۴	۱۷۷

اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	اسمائے معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
جناب عبدالکریم صاحب انجنیر کانکی رانچی	۰	-	۱۵	جناب تاج الدین صاحب. کالی کرچی	-	۰	۵
״ منہاج الدین صاحب ٹھنڈا	-	۰	۵	״ محمد مبین حسن صاحب لکھنؤ	-	۰	۱
״ حکیم اجمل خان صاحب دہلی	-	-	۵	از پوسٹل آڈٹ آفس مدراس	۰	۴	۴
״ محمد شریف خانصاحب جج بہار کشمیر	۰	۳	۱۴	״ محمد دین صاحب ٹھیکہ دار لاہور	-	۰	۱
״ فرید الدین صاحب کوریا گنج اندور	۰	۰	۲	״ نواب مظفر گوہر صاحب ״	-	-	۱
والدہ محترمہ میاں غلام عباس صاحب.	۰	۰	۶	״ ابراہیم صاحب بھوانی	-	۰	۱
جناب [illegible] جنگ حیدر آباد دکن	۰	۰	۵	״ احسان الحق صاحب میانوالی	۰	-	۵
چوہدری نذیر احمد صاحب منٹگمری	۰	۰	۱	״ منشی سلطان علی صاحب			
״ مصدق الدین صاحب شملہ	-	۰	۲	بہاولپور	-	۰	۱
״ نواب فتح الدین خانصاحب لاہور	۰	۰	۱	״ فاطمہ بی بی صاحبہ	۰	۰	۱
״ والدہ خلیل احمد صاحب.	۰	۰	۴	میزان	۶	۱۳	۳۵۸

نقشہ ۲ تفصیل آمد اسلامک ریویو بابت ماہ جولائی ۱۹۲۳ء

مصارف تقسیم - جناب حاجی میجر محمد حمید اللہ خانصاحب بھوپال	۰	۰	۵۰
״ سید سراج الدین صاحب بہاولپور	۰	۰	۱۰
قیمت رسالہ اسلامک ریویو			۴۵۰
کل میزان		۵	۵۱۰

نقشہ ۳ تفصیل اخراجات مشن ماہ اگست ۱۹۲۳ء

تنخواہ عملہ ماہ جولائی ۱۹۲۳ء	۰	۰	۳۲۸
میزان	۰	۰	۳۲۸

نقشہ ۴ تفصیل اخراجات اسلامک ریویو بابت جولائی ۱۹۲۳ء

تنخواہ عملہ بابت ماہ جولائی ۱۹۲۳ء	۰	۰	۳۵۰
قیمت رسالہ اشاعت اسلام کی تھی جو غلطی سے جمع ہوئی واپس دیئے گئے	۰	۸	۴
ٹکٹ ما عہ۱۲ - تنخواہ مہترانی بابت ماہ جنوری لغایت مارچ ۱۹۲۳ء ۱۲ار			
پیر شمس الدین صاحب کو کمیشن دیگئی عہ - متفرق ۹ ر -			
سٹیشنری عہ - ایک ریم کاغذ بنک پیپر ۲۲ × ۱۸ صر بارہ دستے کاغذ ے/			
میزان	۹	۱۳	۱۴۴
میزان کل	۹	۵	۴۸۹

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۝

مذہب کی غرض

از حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی

اس پر غالباً سب اہل مذہب کا اتفاق ہے۔ کہ مذہب کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق اور مالک سے پیدا ہو۔ اور اس پر بھی غالباً سب کا اتفاق ہے کہ یہ تعلق چند ہدایات الٰہی کے ماتحت چلنے اور چند نیک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے سے پیدا ہوتا ہے۔ باہمی اختلاف ہے کہ وہ ہدایات کیا ہیں اور وہ نیک لوگ کون ہیں۔ ایک مذہب کے نزدیک وہ ہدایات توریت میں ہیں اور وہ نیک لوگ بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ ایک کے نزدیک وہ ہدایات انجیل میں ہیں۔ اور وہ بزرگ جن کے نقش قدم پر چلنے سے خدا سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح ہیں۔ ایک کے نزدیک وہ ہدایات ژنداوستا میں ہیں اور وہ بزرگ زرتشت ہیں۔ ایک کے نزدیک وہ ہدایات ویدوں میں ہیں۔ اور وہ نیک لوگ رامچندر جی اور کرشن جی مہاراج ہیں۔ پھر کوئی یہ مرتبہ مہاتما بدھ کو دیتا ہے اور کوئی کنفیوشس کو الغرض ہر ایک اہل مذہب یہی مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت آئی وہ بزرگ جو اسے لائے اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی لئے آج بھی انسان ان ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلکر خدا تک پہنچ سکتا ہے +

لیکن ان پاک اور نیک لوگوں کے مقابل پر جنہوں نے انسان کا تعلق خدا سے پیدا کرنا چاہا ایک اور گروہ ہوا ہے جن کا یہ کام رہا ہے کہ ان پاک اور نیک لوگوں کی پاک زندگیوں پر کوئی نکتہ چینی کر کے اور اُن کو بُرے رنگ میں دکھا کر لوگوں کو ان کی طرف توجہ کرنے سے روکا جائے۔ حضرت موسیٰ اور انبیائے بنی اسرائیل کو بُرا کہنے والے لوگ اس وقت بھی تھے اور اب بھی موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو بُرا کہنے والے ان کے معاصر بھی تھے اور آج بھی ہیں۔ رامچندر جی اور کرشن جی کو بُرا کہنے والے بھی تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مذہب کی اصل غرض سے دُور رہتے ہیں۔ اور خدا کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اگر وہ بزرگ دُنیا

کیلئے نور وہدایت لاتے ہیں تو یہ تنگدل لوگ دُنیا میں ظلمت پھیلاتے ہیں۔ انکے جھوٹا ہونے کی یہی دلیل ہے کہ انکی اپنی مقدس کتابیں انہیں اس راہ پر چلنے کی ہدایت نہیں کرتیں اور وہ نیک لوگ جن کے نقش قدم پر چلنے کا انہیں دعویٰ ہے۔ انہوں نے کبھی دوسروں کی عیب شماری نہیں کی۔ دوسرے لوگوں کی زندگیوں میں عیب تلاش کرنا کبھی کسی قوم کے خدا رسیدہ انسان کا کام نہیں ہؤا۔ انہوں نے کبھی کسی بڑے آدمی کی بھی عیب شماری نہیں کی۔ چہ جائیکہ کسی راستباز کسی قوم کے ہادی کسی مذہبی رہبر پر عیب لگایا ہو۔ یہودی ہوں یا عیسائی، پارسی ہوں یا ہندو، بدھ کے پیرو ہوں یا کنفیوشس کے۔ نہ کسی کی مقدس کتاب میں دوسرے لوگوں کی عیب شماری کی گئی ہے۔ نہ کوئی ہدایت انمیں موجود ہے۔ کہ تم دوسروں کی عیب شماری کیا کرو نہ رامچندر جی مہاراج نے کسی کی عیب شماری کی، نہ کرشن جی نے نہ مہاتما بدھ نے دوسروں کی زندگیوں پر حملے کئے' نہ زرتشت نے۔ نہ حضرت موسیٰ نے دُنیا کے کسی بزرگ کو بُرا کہا۔ نہ حضرت عیسیٰ نے۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ بدی کو دُور کرنے کیلئے بدی اور ریاکاری کو بُرا کہیں، یا عام الفاظ میں نفاق اور ریاکرنیوالوں یا بدکاروں کو ملامت کریں۔ مگر وہ کسی ایک شخص کو خاص کرکے اسکی زندگی پر کوئی حملہ نہیں کرتے مگر یہ امر تعجب ہے۔ کہ آج انہی لوگوں کے پیرو کہلانیوالے مذہب کی غرض و غایت اسی بات کو سمجھتے ہیں۔ کہ کسی مقدس انسان پر کوئی حملہ کیا جائے۔ یا اس کے ذمے تلاش کرکے کوئی عیب لگایا جائے۔ جو لوگ یہ طریق اختیار کرتے ہیں۔ وہ اسبات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ وہ کسی بزرگ کے نقش قدم پر نہیں چل رہے۔ بلکہ ان حقیقت سے بیخبر لوگوں کے پیچھے چل رہے ہیں۔ جو خدا سے دُور پڑے ہوئے تھے اور نہ چاہتے تھے۔ کہ انسان کا تعلق خدا سے پیدا ہو۔ آج اگر کسی مذہب کے پیروؤں کو اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے کیلئے یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ کسی بزرگ پر ذاتی حملے کریں۔ اور اس پر عیب لگائیں تو وہ اپنے فعل سے خود یہ ثابت کر دیتے ہیں اور کہیں حق ہو تو ہو ان کے پاس کوئی حق نہیں۔ اہل حق کو آج تک بڑے بڑے پیشوایان مذہب پر عیب لگانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی +

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جتنا احسان دنیا پر کیا ہے اور کسی نے نہیں کیا۔ تاریخی طور پر یہ امر ثابت ہے کہ ملک عرب ہر قسم کی توہم پرستی اور بُت پرستی وغیرہ سے بھرا ہؤا تھا؟

آپ کے پاک انفاس کی بدولت یہ تمام قسم کے شرک ملکِ عرب سے مٹ گئے۔ اور سب خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔ اس ملک کے لوگ دن رات ایک دوسرے سے لڑائیاں کرتے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹتے تھے آپ نے اس جنگ و جدال کو دُور کر کے انہیں ایک متحد قوم بنا دیا۔ اس ملک میں شراب خوری انتہا کو پہنچی ہوئی تھی آپ کی قوت قدسی نے شراب کا نام و نشان اس ملک سے مٹا دیا۔ اس ملک میں زنا کاری پھیلی ہوئی تھی۔ اور بڑے بڑے لوگ لونڈیوں سے زنا کا پیشہ کرا کر اسکی آمدنی کھاتے تھے۔ مردوں اور عورتوں کے علے الاعلان فحش تعلقات تھے آپ کی بدولت یہ ملک زنا سے پاک ہو گیا۔ اور مردوں اور عورتوں کے تعلقات میں اعلیٰ درجے کا حیاء اور غیرت پیدا ہو گئی۔ اس ملک میں یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی نہایت کس مپرسی کی حالت تھی آپ نے ان کے حقوق کو ایسا قائم کیا کہ زبردست سے زبردست آدمی کی مجال نہ رہی کہ کمزور سے کمزور آدمی کے حق پر دست درازی کر سکے۔ اس ملک میں زندہ لڑکیوں کو مٹی میں گاڑ کر مار دیتے تھے۔ آپ کی بدولت یہ وحشیانہ رسم اس ملک سے دُور ہوئی۔ آپ کی بدولت جہالت کا پردہ اس ملک سے اٹھ کر علم پھیل گیا وحشیانہ حالت کی بجائے تمدن اور معاشرت کے اعلیٰ درجے کے قوانین قائم ہو گئے۔ ایک انسان جس نے بیس سال کے عرصہ میں ایک ملک کے ملک سے اس قدر ناپاکیوں کو دُور کر دیا ہو۔ اور جس کے نقش قدم پر چلکر کروڑ در کروڑ انسانوں کا تعلق خدائے پاک سے ہو گیا۔ اس کی پاک زندگی پر حملے کرنا ناپاک انسانوں کا کام ہو سکتا ہے، جس سرچشمہ سے اس قدر پانی کے دریا بھر گئے جن کے سامنے ہر ایک قسم کی ناپاکی دُنیا سے دُور ہو گئی۔ اسکی طرف پلیدی کی نسبت وہی کر سکتا ہے جس کے اپنے دل میں پلیدی ہو۔ عالم رُوحانیت کا وہ آفتاب جس نے اپنی تیز روشنی سے سارے عالم کو منوّر کر دیا۔ جس کی تاریخی طور پر کوئی دوسری نظیر نہیں۔ اسے سوائے سیاہ دل کے اور کوئی ظلمت سے نسبت نہیں دے سکتا۔

مگر ان سب باتوں سے بڑھ کر جو فائدہ آپ کی ذات پاک سے دُنیا کو پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے دُنیا کے تمام راستبازوں تمام مذاہب کے پیشیرؤوں کی عزت دُنیا میں قائم کی۔ اور اپنے پیروؤں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اس بات پر ایمان لائیں کہ دُنیا کی تمام قوموں میں خدا کی طرف سے پیغمبر آتے ہیں

جنھوں نے اپنے اپنے وقت میں لوگوں کا خدا سے تعلق پیدا کیا۔ اور نہ یہی بتا دیا کہ پیغمبر وہی نہیں جن کے نام قرآن شریف میں آ گئے ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی دنیا میں پیغمبر ہوئے ہیں۔ اور یوں سمجھایا کہ دنیا کے بڑے بڑے مذہبی پیشواؤں کی عزت پیغمبروں کی طرح ہی کرنی چاہیئے۔ غرض وہ بیماری جس نے ہر مذہب کے پیروؤں کو مذہب کی اصل غرض سے ہٹا دیا یعنی انھوں نے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو بُرا کہا اور دوسرے مذاہب کو جھوٹا قرار دیا۔ اس کو آپ نے دُور کیا اور اپنے پیروؤں کو صاف لفظوں میں تعلیم دی۔ کہ دوسرے مذاہب کے انبیاء پر ایمان لائیں۔ اور جو اُنھوں نے اپنی کتابوں میں تغیر و تبدل کر کے خدا کے سوائے اور معبود بنا لئے ہیں۔ اُن کو بھی گالی نہ دیں۔ تا کہ دُنیا میں محبت اور آشتی پھیلے اور انسان ایکدوسرے کے ساتھ بھائیوں کی طرح ملکر رہنا سیکھیں +

غرض اگر دُنیا کے مختلف مذاہب میں سے ہر ایک مذہب ایک ہی صداقت کو قبول کرنا اور ایک ہی انسان یا چند اپنی ہی قوم کے انسانوں کو منجانب اللہ ہدایت لانیوالا قرار دیتا ہے تو اس شخص کا دُنیا پر کس قدر احسان ہے جس نے دُنیا کی تمام صداقتوں کو قبول کرنے کی تعلیم دی اور دنیا کے تمام مذاہب کے پیشواؤں کی عزت سکھائی۔ اور تمام انبیا کے ایمان لانے کو اصول مذہب میں داخل کیا۔ ہر ایک مذہب اپنی قوم کے بزرگوں کی عزت سکھاتا ہے۔ اور یوں مذہب کی اصل غرض کو تمام مذاہب سے بڑھ کر پورا کرتا ہے۔ وہ کسی آسمانی کتاب کو بُرا نہیں کہنا۔ نہ کسی مذہب کے پیشوا کو بُرا کہنا سکھاتا ہے۔ ہاں جو ان مذاہب میں بعض غلطیاں داخل ہو گئیں ہیں مثلاً وید وں میں بت پرستی کی تعلیم انجیل میں حضرت مسیح کی خدائی کی تعلیم یا بدھ مذہب کی کتابوں میں انکار خدا کی تعلیم یا ان کتابوں میں یا اور کتابوں میں بعض قسم کی غلطیاں داخل ہو گئی ہیں انکی اصلاح اسلام کرتا ہے اور انہی کی اصلاح کیلئے اسلام آیا ہے کیونکہ جب سب مذاہب میں غلطیاں داخل ہو گئیں تو ضروری تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا شخص آتا جو ان تمام مذاہب کو غلطیوں سے پاک کر کے لوگوں کو پھر ان صحیح اصول پر قائم کرتا۔ جن پر وہ ابتداء میں قائم تھے۔ اور دُنیا کا تعلق خدا تعالیٰ سے دوبارہ قائم کرتا۔ اور چونکہ ابتدا میں نسل انسانی کی حالت ایک بچہ کے برابر تھی۔ اور اس وقت ان کی ہدایات بھی انکی ضروریات کے مطابق ہر قوم اور ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ تھیں۔ اسلئے جب تمام مذاہب کی صحیح تعلیم کو از سر نو دنیا میں قائم کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی

مذہب تکمیل کو بھی پہنچایا گیا - اور وہ ہدایات دی گئیں جو ہمیشہ کیلئے دنیا میں قائم رہنے والی تھیں۔ پس نسل انسانی کے لئے بڑے محسن پر جس نے دنیا کو طرح طرح کی بدیوں سے ایسا پاک کیا۔ جس کی دوسری نظیر تاریخ میں نہیں - اور جس نے آئندہ نسل انسانی میں محبت اور اخوت پیدا کرنے کیلئے اعلےٰ درجہ کا سبق سکھایا - عیب لگانا اور اسی کو برے الفاظ سے یاد کرنا اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے جنہوں نے پہلے ہر نبی اور ہر راستباز کے زمانے میں اس کا مقابلہ کیا' اور حق سے دشمنی کی ٭

اگر مذاہب میں کوئی مقابلہ ہو سکتا ہے تو وہ ان مذاہب کے مقدس پیشواؤں پر حملے کرنے سے نہیں ہو سکتا - بلکہ ان کے اصول کو دیکھنا چاہئے' - اور ان کی تعلیم پر غور کرنا چاہئے' کہ کسی مذہب میں کوئی ایسی تعلیم موجود ہے جو نسل انسانی کی بہتری کا موجب نہیں یا جس سے بجائے نیکی کے دنیا میں ناپاکی پھیلتی ہے۔ اگر ایک مذاہب کے اصول قابل عزت ہیں تو اس مذہب کا بانی بھی یقیناً قابل عزت ہے لیکن اگر ایک مذہب کے اصولوں میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے تو وہ نقص بانی مذہب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے - بلکہ پچھلے لوگوں کی طرف جنہوں نے اپنی حرص و ہوا کی پیروی کر کے حق کے ساتھ باطل کو ملا دیا ٭

مدح

از تصنیف امام الزمن حجتہ الاسلام حضرت میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان مجدد صدی چہاردہم

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است ۔۔۔ خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش ۔۔۔ در ہر مکاں ندائے جلال محمدؐ است
ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم ۔۔۔ یک قطرۂ ز بحر کمال محمدؐ است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی ست ۔۔۔ ویں آب من ز آب زلال محمدؐ است

اسلام اور تہذیب

پروفیسر فلنڈرز پیٹری ییل ریویو (Yale Review) میں تہذیب کا مطمح نظر" کے عنوان سے رقمطراز ہیں :-

آجکل سیاہ اقوام یا اسلام کے یورپ کے ساتھ عناد کے بہت سے خوفناک نظارے دیکھنے میں آئے ہیں۔ یورپ نے اگر اپنی بیوقوفی سے اندرونی طور پر اپنے آپ کو کمزور کر لیا۔ تو ان اقوام کی ظالمانہ دستبرد تباہی کا خطرہ پیدا کر دیگی لیکن یہ خیال کہ یورپ کی دماغی طاقت کو یہ لوگ دبا لینگے۔ کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

اسلام کم از کم ابھی موجودہ شکل و صورت کے لحاظ سے دماغی طور پر بہت سے دباؤ کے نیچے ہے کیونکہ مسلمانوں کو قرآن طوطے کی طرح حفظ کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے انکے دل اور دماغ کی طاقت نشو و نما نہیں پا سکتی۔ اس سے دماغی طاقت بہت کمزور ہو جاتی ہے اور اس مقدس کتاب کا طرز بیان صاف اور مُدلل طور پر کسی چیز کو سمجھنے کی طاقت نہیں رہنے دیتا۔ بڑے بڑے کتب مقدسہ میں سے قرآن مضمون کی بے ربطگی۔ بے ترتیبی اور بیموقع تبدیلی اور ایک ہی قسم کے خیالات کی وجہ سے سب سے ادنٰے درجہ پر ہے۔ یہ ان لوگوں کے دماغ کا نتیجہ ہے۔ جو ایک لمبے آب گیاہ ملک کے اندر متواتر اپنی جگہ کو بدلتے رہتے ہیں جیسا بھارت بطور مثال خیالات کی بلندی تسلسل اور اپنے لوگوں کی اخلاقی ترقی میں قرآن سے بہت بلند درجہ پر ہے بناوٹ کے لحاظ سے یہ زیادہ تر (Edda) نظموں کی ایک کتاب کے درجہ پر ہے ویدوں کی بہت سی عبارات مضمون کی خوبی اور نزاکت کے لحاظ سے بلند مرتبہ رکھتی ہیں چین کی کتب مقدسہ خیالات کی بلندی اور اصولوں کی پختگی اور معقولیت کے لحاظ سے جو عزائم کو مضبوط بنا دیتی ہے اعلےٰ درجہ پر ہیں لیکن دوسری اقوام کیلئے زیادہ تر شخصیت ہی کارگر اور مؤثر ہو سکتی ہے +

قوم یہود نے ان سب امور کو بائبل کے ذریعہ ترقی دی ہے۔ کیا بلحاظ قصص کی شان اور سادگی کے اور کیا بلحاظ زور ترکیب الفاظ انبیاء کی سنجیدگی اخلاق یا حواریوں کی روحانی مکاشفات کے

ہم مغربی لوگ (جو قوم یہود میں تو نہیں) مذہبی لٹریچر کے پیدا کرنے میں کس مرتبہ پر ہیں۔ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ ہم نے نقل کرنے کے سوائے اور کچھ نہیں کیا۔ خیالات کے اس نمونہ سے جو ان کتب مقدسہ سے ظاہر ہے۔ صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہندوستان چین اور یہودیت کی کوششوں پر فوقیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اسلام کی غیر روادارانہ خاصیت اور وہ ادنیٰ حیثیت جو اس نے قانوناً اور عملاً عورت کو دی ہے ہمیشہ اس کیلئے اسباب میں ایک روک رہیگی۔ کہ وہ مذکورہ بالا دیگر مذاہب سے تہذیب میں سبقت لے جا سکے۔" +

سفید اقوام کی طرف سے سیاہ قوموں پر جو مظالم آج تک برپا ہوتے ہیں وہ تاریخ کے صفحات پر روشن ہیں۔ جہاں کہیں کوئی ہولناک کام درپیش ہو۔ تو اس کو نیز یوروپین لوگوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ افریقہ میں غلاموں کی تجارت جسکو یوروپین حکومتوں اور امریکہ نے آج تک جائز اور رائج رکھا ہے۔ اسکی ایک تازہ مثال ہے۔ خود کلیسیا اور اس تہذیب نے بھی جس کی پروفیسر پیٹری نے اسقدر مدح سرائی کی ہے۔ اسکو جائز قرار دیا اور اسکی امداد کی۔ یہی یورپ کی دماغی طاقت۔ اس کے متعلق ہم پروفیسر پیٹری سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا دوسری اقوام سب کی سب دماغ سے عاری ہیں ؟

ہندوستان ایک وقت یورپ سے بڑھ کر تہذیب و شائستگی سے آراستہ تھا۔ اور انہوں نے ہزارہا سال ہوئے وید مقدس کو ایک شاندار کتاب بنایا۔ جبکہ یوروپین اقوام آسٹریلوی وحشیوں سے بڑھ کر نہ تھیں۔ یہی حال جیسا کہ پروفیسر صاحب کو معلوم ہے مسیح سے چار ہزار سال پہلے تھا۔ اور جو خاصیت کسی قوم میں ہوتی ہے۔ وہ اس کے افراد میں بھی پائی جاتی ہے

ایتھی اوپین قوم نے زمانہ قدیم میں مقام میرو پر نہایت اعلیٰ درجہ کی تہذیب کا نقشہ دکھایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کا نام بے عیب ایتھی اوپینز رکھا گیا۔ اسلام کے متعلق پروفیسر مذکور نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن کریم کو طوطے کی طرح یاد کرنے میں اس کے دل اور دماغ کے نشو و نما پر بہت بڑا بوجھ پڑ جاتا ہے۔ یہ نتیجہ ایک یوروپین ہی کو معلوم ہو سکتا ہے مسلمان آج تک اس اثر سے ناواقف محض تھے ہسپانیہ کی شاندار تہذیب کو بنانیوالے مسلمان ہی تھے جس سے ثابت ہے کہ ان کے

دل حفظ قرآن سے ہرگز کمزور نہیں ہوئے۔ نہ ہی اس سے انکی دماغی طاقت ذرا بھی زائل ہوئی یا منطقیانہ غور و تدبر اور صفائی دماغ میں کوئی روک پیدا ہوئی۔ جیسا کہ الغزالی۔ جبر کے حالات سے ظاہر ہے۔ الجبرا ایک ایسا علم ہے جس کے سمجھنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ تھوڑی سی دماغی طاقت موجود ہو۔ اور اس علم سے اسی طاقت کو بہت کچھ ترقی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم کے متعلق پروفیسر مذکور نے لکھا ہے کہ اسمیں تسلسل بیان کوئی نہیں جو ایک خشک ملک کے خانہ بدوش کے دماغ کا نتیجہ ہے لیکن کیا پروفیسر موصوف بتا سکتے ہیں۔ کہ بائیبل کس ملک میں لکھی گئی تھی۔ کیا بائیبل کی پہلی پانچ کتابیں اس وقت نہیں لکھی گئی تھیں جبکہ بنی اسرائیل چالیس سال کیلئے جنگلوں میں آوارہ و پریشان تھے؟ ”یہودیوں نے بائیبل میں تمام امور کو ترقی کے مدارج پر پہنچایا“۔ یہ ایک دعوی ہے جو پروفیسر صاحب نے کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ بائیبل سے انبیاء کی سنجیدگی اخلاق کا پتہ چلتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اخلاق کی خوبصورتی اور خیالات کی نزاکت کا تطابق اس قتل و غارت کے ساتھ ہونا مشکل ہے جو عمالیقیوں اور سیریا والوں کا کیا گیا۔ اور مرد اور عورتیں اور بچے یہاں تک کہ مویشی بھی تلوار کے گھاٹ اُتارے گئے۔ نہ ہی ان شرمناک واقعات کے ساتھ ان کا تطابق کر سکتے ہیں۔ جو داؤد۔ تمر اور لوط اور دیگر انبیاء کرام کیطرف بائیبل میں منسوب کیے گئے ہیں یہ کوئی بلند اخلاق کا نتیجہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ ہاں یہ یقینی بات ہے کہ قرآن بائیبل کے اس معیار اخلاق سے لگا نہیں کھا سکتا۔ یہ پاک کتاب تو محض اللہ تعالی کی فرمانبرداری کا حکم اور عورتوں اور حیوانوں کے ساتھ انصاف حسن اخلاق اور انسانیت کے برتاؤ کی تعلیم دیتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا کوئی ایسا حکم نہیں جسمیں عورتوں بچوں حیوانوں کے قتل و غارت کا ارشاد ہو۔ پروفیسر صاحب نے اس حقیقت نفس الامری کا اعتراف کیا ہے۔ کہ مغربی لوگ جو نبی اسرائیل میں سے تھے اسبارہ میں سوائے قتل کے اور کچھ نہیں کر سکے۔ پس یورپ کی وہ دماغی طاقت جس کی مدح سرائی میں اسلام پر انہوں نے نکتہ چینی کی ہے کہاں باقی رہ گئی۔ کیا اسکو کمزوری دماغ کا نتیجہ نہیں کہا جائیگا۔

کہ وہ نقل سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کر سکتا۔ ایک اور الزام اسلام پر یہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ پرلے درجہ کی غیر رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ اور کہ عورت کو اس نے قانوناً اور عملاً بہت ادنےٰ حیثیت دے رکھی ہے۔ نہایت افسوسناک امر یہ ہے۔ کہ بہت لوگ اپنے آپ کو رائے دینے کے قابل سمجھ لیتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ وہ اس مضمون کو جس کے متعلق وہ رائے دیتے ہیں مطالعہ کریں یا اس سے واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر خلفاے اسلام کے زمانہ کی تاریخ کا تھوڑا سا بھی مطالعہ کیا جائے۔ تو ان غلط خیالات کی حقیقت خود بخود آشکارا ہو جائیگی۔ بڑے بڑے مورخین کیا مسلمان اور کیا عیسائی اور دشمن اور دوست سب کے سب اسلامی رواداری اور بردباری کے لئے نہایت درجہ مداح ہیں۔ اور انہوں نے اس کا مقابلہ مسیحی جہالت اور غیر رواداری سے کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحیت نے اسلامی اخلاق کی خوبیوں کو نقل کرنیکی کوئی کوشش نہیں کی۔ اسلام میں عورت کو خاص حقوق حاصل ہیں۔ اور اسکو اپنی جائداد کی آپ مالک قرار دیا گیا ہے جو حق کہ انگلستان میں اسے حاصل نہیں۔ اسلامی اور مسیحی تہذیب کا مقابلہ کرنا ہو۔ تو افریقہ میں جاکر دیکھئے جہاں عیسائیت اپنے ساتھ شراب کی بوتل لیکر جاتی اور افریقی قبائل کو پرلے درجہ کا بداخلاق بنا کر انہیں تباہی کے گڑھے میں جا گراتی ہے۔ اور دوسری طرف اسلام انہیں نشہ آور چیزوں سے وہاں جاکر روکتا ہے۔ اور وحشی پن سے نکالکر انہیں سنجیدہ محنتی اور ترقی کرنیوالی قوم بنا دیتا ہے ✤

توحید فی الاسلام

فاضل مصنف حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ اس میں نہایت موثر طریق سے بیان کیا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب و تمدن کی جان ہے۔ اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے۔ یہی علوم جدیدہ کی محرک حکمت و فضیلت کی مولد اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید سے ہی حقوق انسان کی حفاظت ہوتی ہے۔ دنیوی دولت و ثروت۔ حکومت و شوکت۔ الغرض سب کچھ توحید کی خیر و برکت سے ہے۔ قیمت بلا جلد ایک روپیہ۔ مجلد صرف ایک روپیہ پانچ آنے (عہ/ ۱)

المشتہر مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل احمدیہ بلڈنگز لاہور

اسلام میں عورت کی حیثیت

(انوار الدین صاحب کے قلم سے)

ڈاکٹر کرافٹ ایبنگ جو کتاب سائیکوپتھیا سیکوالس (Psychopathia Sexualis)
کے مشہور مصنف ہیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ اسلام نے عورت کو ہر حالت میں پبلک لائف میں حصہ لینے
سے روک دیا ہے۔ اور اس طرح اسکے دماغی اور اخلاقی قوی کو نشوونما پانے نہیں دیا۔ اسلئے مسلمان عورتیں
ہمیشہ ہی عیاشی اور اولاد پیدا کرنے کا ذریعہ رہی ہیں۔ دوسری طرف ایک عیسائی عورت کی
خوبیاں اور اسکی قابلیتیں ہیں کہ ان کاموں کے ذریعہ سے جو وہ گھر کی مالکہ بچوں کی تربیت کنندہ
اور مرد کی برابر کی زوج کی حیثیت میں سرانجام دیتی ہے۔ پورے طور پر آشکار اہونے میں کوئی روک پیدا
نہیں کی گئی ہے۔ اسلام کا تعدد ازدواج اور حرم کی زندگی عیسائیت کے ایک ہی عورت سے شادی
کرنے اور ایک معمولی کنبہ کی زندگی کے مخالف پڑا ہؤا ہے یہیں تک نہیں آخرت کے معاملہ میں بھی اسلام
اور عیسائیت میں ایک کھلا تضاد پایا جاتا ہے۔ عیسائیت نے جس ابدی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے
وہ تمام سفلی خواہشات سے مبرا اور خالص روحانی خوشیوں سے معمور ہے لیکن ایک مسلمان کے نزدیک آئندہ
زندگی کی خوشی و مسرت ایک ایسے حرم سے وابستہ ہے جو حوروں سے بھرپور ہو گا"۔

ان چند ایک سطروں میں اسلام کے متعلق جسقدر غلط بیانیوں کو دوہرایا گیا ہے یا جسقدر تاریخی مغالطوں کو
محض تعصب و عناد کی وجہ سے یکجا جمع کر دیا گیا ہے اس سے بڑھ کر ایک غیر مذہب کے متعلق کوئی کیا کہہ سکتا ہے
علمی تحقیقات کے میدان میں ڈاکٹر کرافٹ ایبنگ کو بیشک ایک مسلم لیڈر سمجھا جا سکتا ہے لیکن
مذہبی مضامین کے متعلق ان کا طرز بیان اس قسم کا ہے کہ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ایک تہذیب یافتہ
انسان کیلئے بھی اس وحشیانہ اور غیر معقول تعصب سے جو بچپن سے اس کے دل میں پیدا کیا گیا ہے علیحدہ
ہونا بہت مشکل امر ہے۔ یونینی باوجودیکہ مصر کا کوئی مداح نہیں لیکن اس نے ان اعلیٰ درجہ کی خوبیوں
فیاضی اور بلند ہمتی کی مثالوں اور مشفقانہ تعلقات۔ پُرجوش لیکن لطیف جذبات کا نہایت
تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جو مملوک خاندان کے بادشاہوں کے حرموں کے اندر خوشی و مسرت کی

کی لہروں کو پیدا کرتے تھے۔ رچرڈ برٹن نے دیر ہوئی اس حقیقت نفس الامری کی طرف توجہ لائی تھی کہ سمجھدار سیاح لوگ حرموں کے متعلق علم طور پر نہایت عمدہ رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ برٹن کا بیان ہے کہ جیسا کہ قاعدہ ہے۔ اس معاملہ میں بھی افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ اور صداقت دونو قسم کے بیانات سے مبالغہ کو دور کر کے معلوم ہو سکتی ہے۔ فطرت انسانی تمام دنیا میں ایک ایک حد تک مختلف ہے۔ عورتیں ہر جگہ مشترکہ طور پر متلون مزاج۔ شرمگین اور مشکل سے خوش ہونیوالی ہوتی ہیں ضرورت کے وقت پرلے درجہ کی شجاعت بھی ان سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جنگ افغانستان کے تمام مؤرخ اسبات پر شاہد ہیں کہ گرمجوشی۔ نہایت اعلیٰ جذبات اور غریبوں۔ کمزوروں اور ناخوش لوگوں کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک کا جذبہ ایک اسلامی حرم کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔ یورپ کو اب معلوم ہے کہ ایک مسلمان خاوند اپنی ہر ایک بیوی کیلئے علیحدہ گھر اور جداگانہ وظائف مقرر کرتا ہے سوائے اسکے کہ بعض خاص حالات میں اب بیوی بوڑھی ہو چکی ہو۔ اور دوسری ابھی جوان ہو۔ اسبات کا اعتراف کرتے ہوئے کہ تعدد ازدواج میں حسد۔ ایکدوسری کی حقارت اور بغض و عناد اکثر اوقات پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک مسلمان یہ سوال کر سکتا ہے کہ کیا ایک ہی عورت رکھنے کا طریق عمل تمام اعتراضات سے مُبرّا ہے؟ جہانتک میرا محدود اور ناقص تجربہ شاہد ہے صرف تعدد ازدواج کا طریق ہی ایسا ہے۔ کہ جسمیں حسد اور لڑائی جھگڑا زندگی کی استثنائی صورتوں میں سے ہے نہ کہ قانون ہیں۔ رسنے بحیثیت ڈاکٹر حرم کے متعلق سُنا بہت کچھ ہے۔ لیکن اس کے مطابق بہت کم دیکھنے میں آیا ہے ایک اسلامی گھر جس کو حرم کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے بالعموم ایک یوروپین گھر کی مانند ہوتا ہے جو میاں بیوی اور ماں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور مغرب میں بہت سی آگ تاپنے کی دل خوش کن جگہیں میرے دیکھنے میں آئی ہیں۔ جہاں کہ مس مارٹینوں کا دل اس قدر دھڑکتا ہے۔ کہ قاہرہ کے کسی فرضی حرم میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں دھڑک سکتا۔ کیا یہ ایک بدیہی بات نہیں کہ عیاشی کو جذبات کے ذریعہ سے اور طبیعت کے میلان کو خیالات کے ذریعہ سے اُبھارنا بنی نوع انسان کی بڑی بڑی اقوام میں عالمگیر طور پر پایا جاتا ہے۔ والٹیر کہتا ہے۔ کہ میرے نزدیک جذبۂ محبت کی ابتدا عربوں کی شاعری اور شجاعت کے اس اثر کا نتیجہ ہے۔ جو یوروپین خیالات پر پڑا۔ نہ کہ ابتدائی عیسائیت کا اثر۔" یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ کلیسیا کے بعض خاص خاص بزرگوں کو

یقین تھا۔ کہ عورتوں میں روح نہیں مسلمان اس حد تک نہیں پہنچے۔ مسٹر گریفٹ ایبنگ جنہوں نے اپنے نام کی عظمت کو تعدد ازدواج کے متعلق عجیب و غریب غلط فہمیوں سے کم کر دیا ہے۔ اور جنہوں نے اسلام جیسے شاندار اور عالمگیر مذہب پر غلط الزامات لگائے ہیں۔ اپنے قول کے خلاف خود ہی یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اناجیل میں سوائے اسکے کہ خاوند کو روکا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو علیحدہ نہ کرے۔ اور کوئی بھی بات عورتوں کی حمایت میں نہیں۔ زناکار اور تائب مریم مگدلینی کے ساتھ مسیح نے جو حسن اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اس کا کوئی اثر ایک بیوی کی حیثیت پر نہیں پڑ سکتا۔ پولوس کے خطوط میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ "عورت کی حیثیت قطعاً بدل نہیں سکتی"۔ "عورتو! اپنے آپ کو اپنے خاوندوں کی مطیع رکھو"۔ اور عورت کو چاہئے کہ اپنے خاوند کی عزت کرتی رہے"۔ ٹرٹولین (Tertullian) کے بیان کردہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسیا کے بزرگ حوّا کے گناہ کی وجہ سے عورت کے خلاف سخت بغض و تعصب رکھتے تھے "۔ عورت تو ہمیشہ ہم و غم اور پھٹے پرانے کپڑوں میں رہیگی۔ تیری آنکھیں آنسوؤں سے پُر رہینگی۔ تُو انسان کو زمین پر لائی ہے"۔ سینٹ ہیرونیمس کو عورت کے متعلق کوئی عمدہ بات نظر نہیں آئی جس کا وہ ذکر کرتا۔ وہ لکھتا ہے "عورت شیطان کا دروازہ ہے۔ بدی کا راستہ اور بچھو کا ڈنک ہے۔ قانونِ کلیسیا میں بیان کیا گیا ہے کہ "صرف مرد ہی کو خدا کی شکل پر پیدا کیا گیا عورت کو نہیں۔ اسلئے عورت کو چاہئے کہ مرد کی خدمت کرے۔ اور اسکی خادمہ بنکر رہے"۔ چھٹی صدی عیسوی میں میکن کی پراونشل کونسل میں اس سوال پر کہ آیا عورت میں روح ہے یا نہیں نہایت پُر زور بحث ہوئی۔ کلیسیا میں ان خیالات کا اثر ان لوگوں پر بیلا روک ٹوک پڑا۔ جنہوں نے عیسائیت کو قبول کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جرمن قوم میں مسیحیت کی قبولیت کے بعد بیوی کو ایسے الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا جس سے اسکی کم حیثیتی کا اظہار مقصود تھا۔ حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ ڈاکٹر کرفیٹ ابینگ جیسا انسان یہ فرض کرے کہ مسیحی دنیا کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے دن اعلےٰ ترین روحانی خوشی کا وعدہ ہے۔ ایسے کسی وعدے کا ذکر نہ تو بائبل کے اس ترجمہ میں موجود ہے جو مارٹن لوتھر نے جرمن زبان میں کیا ہے اور نہ اس ترجمہ میں ہے جو شاہ جیمس کے زیر حکومت ہؤا۔ اگر دنیا کے غیر متعصب اور آزاد خیال لوگوں کی رائے اس بارہ میں طلب کی جائے

کہ آیا وہ اس کو پسند کرتے ہیں۔ کہ سونے کے بازاروں میں وہ چلے پھریں جیکی دیواریں زبرجد کی ہوں۔ اور نہایت قیمتی پتھر اور جواہرات ان میں لگے ہوئے ہوں۔ اور ہیلاتوجا کے نغمے ان کی زبانوں پر ہوں۔ یا وہ اس اسلامی جنت سے مسرت اندوز ہونا چاہتے ہیں جس کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ لا یسمعون فیھا لغواً ولا تاثیماً الا قیلاً سلاماً سلاماً کوئی لغو اور بری بات نہیں وہ نہ سنینگے سوائے اسکے کہ سلامتی کے آوازے آئینگے۔ تو ان کا فیصلہ متفقہ طور پر موخر الذکر ہی کے حق میں ہوگا +

جنابِ مسیح ایک مُسلم تھے

(مکمّل انسان)

از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مبلغ اسلام

تخلقوا باخلاق اللہ کی تعلیم نبی کریم صلعم نے صحابہؓ کو اس غرض سے دی۔ تاکہ وہ ان بلند مدارج کو حاصل کر لیں جو ارفع اور اعلیٰ ہونے کے باوجود بھی انسان کے احاطۂ قدرت سے باہر نہیں۔ انسان گو بہیمیت سے معرا نہیں لیکن اسکی پیدائش چند دیگر اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ہوئی۔ اکل و شرب اور افزائش نسل کی قدرت صرف اسی کو عطا نہیں کی گئی۔ بلکہ اس امر میں تو حیوان اسکی برابری کا دعوی کرتے ہیں۔ شومئے قسمت سے صدیوں کے تجربہ کے بعد بھی موجودہ تہذیب فطرت انسانی کو حیوانیت کے ادنےٰ جزو سے پاک نہیں کر سکی۔ اس تہذیب نے فطرت حیوانیہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے ہمیں اعلیٰ ذرائع مُہیا کر دیئے ہیں۔ دوسری طرف انسان میں وہ طاقت بھی پوشیدہ ہے جو اسے ملائکہ سے بھی بلند کر دیتی ہے۔ قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے۔ کہ ملائکہ انسان کی خدمت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں لیکن انسان نے اپنے اندر خداوند تعالیٰ کی صفات کو پیدا کرنا ہے اس کے اعضا اور جوارح خداوند تعالیٰ کے اعضاء اور جوارح ہو جانے چاہئیں۔ اسے خداوند تعالیٰ کی آنکھوں سے دیکھنا اور اسی کے کانوں سے سننا چاہئے۔ یہ وہ رتبہ ہے جو انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اور انہی کے لئے ہے جو خداوند تعالیٰ کے محبوب بن جانے میں

جو انسانی کمزوریوں اور نفسانی خواہشات کے غلبہ کو اپنی جد و جہد سے دُور کرکے انسان کامل کا درجہ حاصل کرتے ہیں لیکن انسانی ترقی کے اس کمال تک ہم کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔ جہاں انسان خداوند تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور اس سے خداوند تعالیٰ کی طاقتوں اور صفات کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ اشیاء کی باہمی کشش کا قانون اگر دنیا میں ہر طرف صحیح نظر آتا ہے اور دل برا بدل رہبیت کی صداقت بھی ظاہر ہے تو سب سے پہلے ہمیں خداوند تعالیٰ سے رشتۂ محبت قائم کرنا چاہئے۔ جیسے کائنات میں الیکٹران یا برقی ذرات ہر جگہ موجود ہیں اسی طرح عالم روحانیت میں محبتِ الٰہی کا جلوہ ہوتا ہے لیکن برقی ذرے کا اظہار ایک ایسی شے کی موجودگی میں ہی ہو سکتا ہے جو اسے جذب کرنے والی ہو۔ اسی طرح ہم نے بھی اپنے اندر اس کشش کو پیدا کرنا ہے جو محبت الٰہی کے شعلہ کو جذب کرلے۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا:۔

> جو کوئی میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اسکی طرف ایک گز بڑھتا ہوں اور جو کوئی میری طرف چلتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں +

تعلیم اسلام کے مطابق ہمارے خدا کی یہ صفات ہیں اس کا فضل ہم پر ہوتا ہے لیکن ہمارے اعمال ہی اسکی وجہ بنتے ہیں۔ اگر تم اس سے محبت کروگے تو وہ بھی تم سے محبت کریگا۔ جب تک کہ انسان اپنی خود رائی کو چھوڑ کر رضائے الٰہی کی مکمل فرمانبرداری اختیار نہیں کرلیتا۔ وہ ہرگز اس درجۂ کمال کو حاصل نہیں کرسکتا۔ جہاں پہنچ کر اس کے اعضاء اور افعال خداوند تعالیٰ کے اعضاء اور افعال ہو جاتے ہیں۔ جس نے یہ کہا کہ میں خداوند تعالیٰ کے حکم سے شیطانی روحوں کو دُور کرتا ہوں + (لوقاب ۲۰-۱)

وہ ہرگز اپنی انگلی کو خداوند تعالیٰ کی انگلی سے تشبیہ نہیں دیتا۔ اسے اپنے اعضاء پر کوئی تسلط نہیں۔ اس نے تو انہیں رضائے الٰہی کے ماتحت کرلیا ہے خودی پر اس طرح فنا وارد کرکے اسکی انگلی خدا تعالیٰ کی انگلی بن گئی۔ اسی طرح قرآن کریم نبی کریم صلعم کے دست مبارک کے متعلق فرماتا ہے "فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم" تو نے انکو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انکو قتل کیا۔ حضرتِ مسیح اور نبی کریم صلعم نے محبتِ الٰہی میں خودی پر فنا وارد کرکے اس رتبہ کو پالیا جو انسان کو صفاتِ الٰہیہ حاصل کرنے کے قابل بنا دیتا ہے۔ محبت کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنی ہستی کو

مٹا دیں۔ ایک سچے عاشق کی دلی کیفیت کا صحیح نقشہ عربی کے ان دو الفاظ سے بہتر ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ خلت اور حُبّ دوستی اور محبت کے مترادف ہیں۔ ایک کے معنی خالی کرنے کے ہیں اور دوسرے لفظ میں بھرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ الفاظ محبت کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں جو کچھ پہلے دل میں موجود ہے اسے نکال کر ہم نے دل کو خالی کرنا ہے اور پھر ایک نئی شے سے اُسے پر کرتا ہے ایک دل جو محبت میں پریشان ہے اس میں سوائے اپنے محبوب کے کوئی اور جاگزین نہیں ہو سکتا۔ ہمارے دل جو دنیاوی خواہشات سے پُر ہیں ان میں کس طرح محبت الٰہی کا جلوہ ہو سکتا ہے ہمیں اپنے دلوں کو اپنے ان خواہشات سے پاک کر کے اللہ کیلئے خالی کرنا ہے۔ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حباً للہ البقر رکوع ۲۰)

ترجمہ۔ ان الفاظ میں اس محبت کی طرف اشارہ ہے جو انسان کو خداوند تعالیٰ سے ہوتی ہے اور یہی درحقیقت اسلام کی بنیاد ہے۔ کیونکہ انسان کی دوستی اور محبت کے اور رشتوں سے یہ زیادہ مضبوط ہے جب تک کہ انسان خداوند تعالیٰ کے خیالات میں غرق نہ ہو جائے۔ وہ اس راحت کا لطف نہیں اٹھا سکتا جو محبت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے لیکن جب وہ اس منزل کو طے کر لیتا ہے تو اسمیں خداوند تعالیٰ کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور وہ اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے حضرت مسیح اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے محبت الٰہی کے اس انتہائی درجہ کو حاصل کر لیا۔ ایک سچے مسلم کی طرح حضرت مسیح نے ہر قسم کے مصائب کو برداشت کیا اور صلیب کے آخری مرحلے سے بھی گزر گئے۔ آپ نے ہمارے گناہوں کیلئے جان نہیں دی۔ یہ قربانی آپ کی ذاتی رفعت کا موجب ہوئی۔ اور یہ مثال اور لوگوں کی ترقی کا سبب بھی بن گئی۔ حضرت مسیح نے کبھی ایک لفظ بھی اس مفہوم کے متعلق نہیں فرمایا۔ کہ آپ اسلئے صلیب پر چڑھے۔ تاکہ ہمارے گناہ دھوئے جائیں۔ اس کے برعکس آپ نے فرمایا۔ اگر تم اپنے تئیں میری پیروی کے قابل بنانا چاہتے ہو تو اپنی صلیب خود اٹھاؤ۔ آپ صلیب پر اس غرض سے چڑھے۔ تاکہ ہمیں قربانی کی ضرورت کا احساس ہو۔ اور ہم آپ کی پیروی کے قابل بن سکیں۔ خداوند تعالیٰ سے انسان کی محبت کا یہ آخری مقام ہے جسمیں وہ اپنے محبوب کی رضا حاصل کرنے کیلئے جان تک قربان کر دیتا ہے لیکن یہ جسمانی موت چنداں اہمیت نہیں رکھتی۔ جسم کی یہ قربانی درحقیقت اس قوت ارادی

کی قربانی کا نشان ہی جو جسم پر حکمرانی کرتی ہی ہم نے اپنی نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا پر موت وارد کرنی ہی۔ اور اپنے ارادے کو رضائے الٰہی کے ماتحت کرنا ہی۔ اسکی رضا پر راضی ہونا اسلام ہی۔ اپنے تئیں خداوند تعالیٰ کے سپرد کر دینے پر ہم اسکے محبوب بن جاتے ہیں موتو قبل ان تموتو فرما کر نبی کریم صلعم نے اس حقیقت کا اظہار کیا یعنی موت سے پہلے تم اپنے اوپر ایک موت وارد کر لو یعنی موت آنے سے پہلے ہی تمام نفسانی خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کر لو۔

محبّت کا بپتسمہ

یوحنا کا یہ قول کہ میں تمہیں پانی سے بپتسمہ دونگا۔ اور جو میرے بعد آئیگا۔ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ گو سچ تھا لیکن ان الفاظ کے مفہوم کو صحیح طور پر نہیں سمجھا گیا۔ ان سے وہ محبت مراد ہی جو آگ کی مانند جلانیوالی ہی تشبیہ کو حقیقت پر محمول کیا گیا۔ پانی میں ڈبونے سے گناہوں کو دھونا مقصود ہی۔ تاکہ اس کے بعد ایک نئی فطرت پیدا ہو لیکن ظاہری رسوم کے پابند اسے بھی پورا نہ کر سکے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح کا بپتسمہ آگ کا بپتسمہ تھا جو یوحنا کے بپتسمہ سے جدا ہی تو بپتسمہ کی رسم پانی کی بجائے آگ سے ادا ہونی چاہئے۔ یوحنا نے استعارہ کے رنگ میں ایک بات کہی جس طرح حضرت مسیح تشبیہ و پیرایہ میں گفتگو کرتے تھے۔ یہ طرز کلام آپ اسلئے ضروری سمجھتے تھے۔ کیونکہ جو لوگ مخاطب تھے۔ وہ سادہ لوح اور ناخواندہ تھے۔ قرآن کریم کے الفاظ بھی اس سچائی کو واضح طور سے بیان کرتے ہیں۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ ترجمہ۔ اللہ کے رنگ میں (رنگے گئے) اور اللہ (کے رنگ) سے اور کس کا رنگ بہتر ہوگا (البقرہ ع ۱۶) اگر ایک کپڑے کو رنگنا ہوتا ہی تو پہلے اسے داغ دھبوں اور میل سے صاف کر لینا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم نے خداوند تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونا ہی تو ہمیں پہلے توبہ اور استغفار کے ذریعہ تمام اخلاقی کدورتوں سے پاک ہونا چاہئے صبغۃ اللہ حاصل کرنے سے پہلے ہمارے لئے استغفار ضروری ہی رنگ اور آگ کا بپتسمہ دراصل ایک ہی شئے ہے جس طرح ایک کپڑے پر جب رنگ چڑھ جاتا ہی تو اس کا پہلا رنگ معدوم ہو جاتا ہی۔ اسی طرح جب یہ جو

آگ میں ڈالی جاتی ہے۔ وہ آگ کی شکل میں اور خواص اختیار کر لیتی ہے۔ یہی خداوند تعالیٰ کا حقیقی بپتسمہ ہے۔ ہمیں اپنے گذشتہ گناہوں کو دھونے کیلئے کسی کے خون کی ضرورت نہیں۔ پہلے ہم نے اپنے جامے کو پاک و صاف کرتا ہے۔ اور پھر اسے رنگ میں ڈال دیتا ہے۔ آگ میں واخل ہونے سے ہم اسوقت تک آگ کا جزو نہیں بن سکتے۔ جب تک ہماری تمام کثافتیں دور نہ ہو جائیں۔ محض یہ ایمان رکھنا کہ آگ سونے کو تمام آمیزشوں سے صاف کردیگی ہمارے لئے مفید نہیں ہوسکتا جب تک کہ سونے کو آگ میں نہ ڈالا جائے کسی عقیدے پر ایمان لانے یا کسی شخص کو بزرگ تسلیم کر لینے سے ہماری روح کی پاکیزگی نہیں ہوسکتی جب تک کہ ہم اس جلتی ہوئی آگ میں داخل نہ ہوں جو ہماری آزمائش کیلئے جلائی گئی ہے۔ پس رنگ اور آگ کے بپتسمہ کی تشبیہ ہو در اصل وہ ذرائع مراد ہیں جن سے قلب کی صفائی حاصل ہوتی ہے اور اس پر خدا کا رنگ آجاتا ہے۔ اول ہمیں پہلے گناہوں کے لئے استغفار کرنی چاہئے پھر ہم اپنی ہستی کو اللہ میں جذب کر سکتے ہیں۔ بت پرستی کا تعلق گذشتہ زمانہ سے ہی نہیں۔ ہم ان چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو بتوں سے بھی حقیر ہیں +

ہم اپنی نفسانی خواہشات کے پرستار ہیں۔ اور حرص و ہوا کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ جس طرح قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے۔ افرءیت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ تم نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی خواہشات کو خدا بنا لیتا ہے +

نفسانی خواہشات نے جنہیں ایک حد تک قوانین کے ماتحت پورا کرنا اس دنیا میں ہماری ترقی کیلئے ضروری ہے ہم پر غلبہ حاصل کرلیا ہے۔ اور ہم نے اُن کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ تم اپنے نفس کا امتحان کرو۔ اگر وہ ہر قسم کی غل سے پاک ہے تو ہمیں جلوہ الٰہی ہوسکتا ہے تمہارا دل تختِ خداوندی بن جائیگا۔ اور یہ جسم ایک پاک روضہ ہو جائیگا جسمیں صرف اللہ کی عبادت ہوا کریگی۔ خداوند تعالیٰ سے رشتہ الفت قائم کروگے تو وہ بھی تم سے محبت کریگا۔ وہی تمہارے ہاتھ پاؤں بن جائیگا وہ تمہاری بینائی ہوگا جس سے تم

دیکھتے ہو اور تمہارے کان بن جائیگا۔ جن سے تم سنتے ہو۔ جو یہ رتبہ حاصل کر لیتے ہیں ان کیلئے معجزات آسان ہو جاتے ہیں معجزات تو انسان میں خدا کے ظہور کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ ہرگز کسی کی الوہیت کو ظاہر نہیں کرتے۔ اس نے انسانیت کو درجۂ کمال پر پہنچا کر خداوند تعالےٰ کا عکس لیلیا ہے۔ اور اس سے صفاتِ خداوندی کا اظہار ہونے لگ گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ ایک انسان ہے کیونکہ "لیس کمثلہ شئ" خداوند تعالیٰ کی تو وہ ذات ہے جسکی مثال تک نہیں ملتی۔ وہ مادی اور جسمانی حدود سے بالاتر ہے اسلام خداوند تعالیٰ کی یہ بزرگی بیان کرتا ہے وہ نہ صرف جسمانی حدود سے بالاتر ہے بلکہ ہم کسی شے سے بھی اُسے تشبیہ نہیں دے سکتے۔ جو خداوند تعالیٰ کے متعلق یہ خیالات رکھتا ہے اسے حضرت مسیح یا کسی اور کی الوہیت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر مسلمان کلیسیا کے عقائد کو سمجھنے سے قاصر ہیں تو انہیں معذور سمجھنا چاہیئے۔ نفسانی خواہشات کو ترقی دیکر روحانیات میں تبدیل کرنا اور صفاتِ الٰہیہ کے اظہار کا صرف یہی ایک طریق ہے۔ کہ ہم خداوند تعالیٰ کے راستہ میں قربان ہو جائیں۔ حضرت مسیح کی طرح ہم نے خودی کو مارنا ہے اسلام سے بھی مراد ہے کہ ہم رضائے الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں۔ حضرت مسیح کی بزرگی کا یہی راز تھا مصائب اور تکالیف کی راہ کو عبور کر کے آپ خداوند تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں میں داخل ہو گئے آپنے صلیب اسلئے اٹھائی۔ تاکہ آپ کا رتبہ بلند ہو اور ہم ترقی کریں۔ آپنے ظاہر کر دیا کہ وہی انسان خداوند تعالیٰ کی محبت کو حاصل کر سکتا ہے۔ جو اپنی صلیب خود اُٹھائے جسم کی قربانی ایک مشکل امر ہے لیکن اپنی خواہشات کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں قربان کر دینا اور بھی دشوار ہے۔ اپنی جان اور مال کو قربان کرنے سے ہی یہ بلند مقام حاصل ہو سکتا ہے جس پر پہنچ کر نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ہ لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین

ترجمہ۔ کہدو یقیناً میری نماز میری قربانی اور میرا مرنا اور جینا تمام اللہ کے لئے ہیں جو تمام عالمین کا رب ہے۔ اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ اور اس کا مجھے حکم ہوا ہے۔ اور فرمانبرداروں میں سے میں اول ہوں +

انسانی روح کی ترقی کا یہ اعلیٰ مقام ہے جہاں پہنچکر وہ تکمیل حاصل کر لیتی ہے اور یہ اسلامی تعلیم

کی پابندی سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

"جو کوئی احکام کی پابندی کریگا اور دوسروں کو بھی یہی سکھائیگا وہ آسمانی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا"۔ حضرت مسیح کے یہ الفاظ ایک مسلم کی شان میں ہی کہے جا سکتے ہیں آپ مسلم تھے اور اسلام کے ہی ایک نبی تھے۔ خدا کی راہ میں اطاعت اور قربانی کرنے سے ہی آپ اس ملبہ مقام پر پہنچے۔ لیکن صرف آپ ہی ایک انسان نہیں جس نے اس رتبہ کو حاصل کیا۔ اور لوگ بھی اس برکت سے متمتع ہوئے ہیں۔ اور اب بھی ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح نے جس آسمانی بادشاہت کا ذکر کیا ہے اور نبی کریم صلعم نے جو کچھ جنت کے متعلق فرمایا ہے وہ مختلف الفاظ میں دراصل اسی ایک بات کا اظہار ہے کہ انسان ایک نامکمل حالت سے قربانی اور نفسانی پاکیزگی کے ذریعہ روحانیت میں تکمیل کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے +

مکّہ ۱۹۲۲ء میں

(بقلم جناب محمد اللہ ایس۔ جنگ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کیمبرج)

مئی ۱۹۱۹ء میں پی اینڈ او کا جہاز کٹمبا جو انگلستان جا رہا تھا۔ عرب کے ساحل سے گزرا۔ تو اس وقت میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ مکّہ کی زیارت کروں۔ کیمبرج کی سہ سالہ رہائش کے دوران میں یہ خیال میرے دل میں رہا۔ آخر جون ۱۹۲۲ء میں میری اس خواہش کے پورا ہونے کا وقت آیا۔ میں لندن سے ۳ جولائی کو روانہ ہوا۔ اور یورپ میں کچھ عرصہ سفر کرنیکے بعد جرمنی سے ہوتا ہوا ۱۴ جولائی کو مارسیلز پہنچا۔ اور پی اینڈ او کمپنی کے جہاز نالدیرا سے پورٹ سعید کی طرف روانہ ہوا۔ سفر نہایت خوشگوار تھا۔ کیونکہ میرے ہمراہ بہت سے دوست تھے۔ ۱۹ جولائی کو پورٹ سعید پہنچکر میں نے انہیں الوداع کہی۔ اور ضروری سامان کرنے کے بعد سویز کی جانب روانہ ہوا۔ ۱۲ جولائی کو خدیو کے جہاز منصورہ میں جدہ کا رخ کیا۔ اور ۲۲ تاریخ کو طور کے مقام پر پہنچے۔ جہاں

قسطنطینہ ہے۔ کوہ طور سے جو حضرت موسیٰ کی وجہ سے مشہور ہے یہاں سے قریب ہی تھا۔ میں نے یہاں فاتحہ پڑھی۔ ساڑھے گیارہ بجے صبح ہم الوجہ کی جانب روانہ ہوئے اور دوسرے دن ینبو پہنچے جہاں ہمیں ایک قافلہ ملا جو مکہ کی طرف جا رہا تھا۔ ینبو ایک تجارتی بندرگاہ ہے جو جدہ سے دوسرے درجہ پر سمجھی جاتی ہے۔ ۲۵ تاریخ کو صبح ۹ بجے ہم بخیریت جدہ پہنچ گئے۔ اور وہاں رہائش کا انتظام ہو گیا۔ جدہ کے متعلق ابوالفدا کا بیان کہ یہ ایک میدان ہے جہاں پانی میسر نہیں آتا۔ اس زمانہ میں بھی درست ہے۔ عربی طرز کا شہر ہے۔ سورج کی تیز شعاعوں سے بچنے کیلئے بازار سایہ دار بنائے گئے ہیں۔ تنگ گلیاں ہیں۔ اور چوڑی چوڑی چھتوں والے مکان ہیں۔ ہندوستان کے کسی شہر سے اسے مشابہت نہیں دے سکتے۔ یہیں دو مساجد ہیں۔ ابن جبیر مؤرخ نے ایک تو حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور دوسری کا تعلق خلیفہ ہارون الرشید سے بتایا ہے۔ شہر کے باہر بہت سے کھنڈرات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ ایک بڑا پُر رونق شہر تھا۔ باب مکہ کے نزدیک ایک قبرستان میں اماں حوّا کی مشہور قبر ہے۔ برٹن اسے عجیب طرح بیان کرتا ہے کہ حوّا ایک مسلمہ کی طرح قبلہ رخ پڑی ہے۔ دونوں جانب کی چھوٹی دیواریں جسم کے حدود کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان کا درمیانی فاصلہ چھ قدم کا ہے لیکن ابن جبیر کہیں بیان نہیں کرتا۔ کہ وہاں کوئی اس قسم کا مقبرہ موجود ہے۔ وہ ایک گنبد کے متعلق لکھتا ہے جو حوا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو ان کی یادگار قائم رکھنے کے لئے جدہ میں بنایا گیا۔ دوسرے دن دوپہر کے بعد میں جدہ سے روانہ ہوا اور علی الصباح بحرا پہنچ گیا۔ اس وسیع میدان میں اونٹوں کا نظارہ بہت ہی بھلا معلوم ہوتا تھا۔ ایک دائرہ میں ہلال کی شکل بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اسوقت سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ اور مجھے تمام دن ایک قریب کے قہوہ خانے میں گزارنا پڑا۔ عرب کا قہوہ خانہ الف لیلہ کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ یہاں آپ کے سامنے چھوٹے چھوٹے میز لگے ہیں۔ جن پر نہایت قرینے سے آپ کی تواضع کے لئے

کافی رکھی جاتی ہے - یہ بہت خوشگوار جگہ تھی - کیونکہ تھوڑے فاصلہ پر نہایت تند اور گرم
ہوا چل رہی تھی - ۲۷ تاریخ کی صبح کو میں مکہ پہنچگیا - اور چند گھنٹوں کے بعد
میں خانہ کعبہ کے سامنے کھڑا تھا - اس موقع پر برٹن ایک مسلم کے جذبات کو ایک
ایسے مذہبی جوش سے مشابہت دیتا ہے جو نہایت ہی بلند پایہ کا ہوتا ہے - وہ یہ بھی بیان
کرتا ہے کہ مسلمان کعبہ کو خوف کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - لیکن یہ اسکی غلطی ہے - سچے مسلمانوں کو
حرم میں پہنچ کر بیحد مسرت اور تسلی ہوتی ہے کہ وہ ایک ایسے مقام میں آ گئے ہیں جہاں
ہر وقت انوار آلہی کی بارش ہوتی رہتی ہے مسلمان کعبہ کو جس احترام کی نظر سے دیکھتے
ہیں - برٹن اسے سورج اور چاند کی پرستش سے تمیز نہیں کر سکتا - جو بُت پرستی کے
زمانہ میں رائج تھی - ایک مسلمان نے اپنی تصنیف مشرق قریب اور مکہ کے حج میں بیان
کیا ہے کہ سورج آگ اور ستاروں کی پرستش اور قبلہ کو سورج سے مشابہت دینا درصل
کعبہ اور اس کے احترام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا - کعبہ کے گرد سات مرتبہ
طواف کرنے کو سات ستاروں سے کوئی مناسبت نہیں مسلمانوں کی نگاہوں میں
یہ نہایت ہی پاک مقام ہے - اور اسی حرمت کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے
از سر نو تعمیر کیا - عرفات پر حضرت آدم اور حوا کے گناہوں کی جو معافی ہوئی اسکی
بھی یادگار ہے جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں - وہ سات مرتبہ طواف کرنے میں پوری
ہوتی ہیں - کعبہ کے گرد بہت سی خوبصورت مسجدیں ہیں - جنہیں مختلف خلفائے
تعمیر کیا - حرم میں ایک لاکھ حاجی بخوبی آسکتے ہیں حجر اسود کے متعلق بہت سی
باتیں مشہور ہیں - لوسین اور دیگر یوروپین مصنفین کی یہ رائے ہے کہ ہاتھ کو
بوسہ دینے سے سورج کی پرستش مراد لی جاتی تھی - اور مسلمانوں نے پتھر کو بوسہ
دینے کی رسم یہیں سے لی ہے - لیکن انکی یہ رائے حقیقت پر مبنی نہیں مسلمانوں کا یہ طرز
عمل حضرت آدم کے گناہوں کی معافی کی یادگار ہے - یہ پتھر حضرت آدم کی توبہ
دعا کی ایک نشانی ہے - برٹن حجر اسود کو ایک پُر نور پتھر تصور کرتا ہے - برک ہارٹ کی رائے میں
لاوا سے بنا ہے ہم اس امر میں اپنی طرف سے کوئی بات پیش نہیں کرتے - لیکن دنیا میں یہ ایک

بے مثل شے ہے بعض مصنفوں نے آبِ زمزم کو بہت بدنام کیا ہے۔ یہ ایک چشمہ کا نہایت عمدہ پانی ہے جس میں معدنیات ملی ہوئی ہیں۔ برٹن اس پانی کو اسہال اور پھوڑے پیدا کرنیوالا ظاہر کرتا ہے۔ لیکن میرا تجربہ اس کے برعکس ہے۔ حج میں میں نے گوشت کھایا اور زمزم کا پانی پیا مگر کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ ذالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو حرم شریف میں نماز صبح ادا کرنے کے بعد ہم اونٹوں پر منا کی طرف روانہ ہوئے۔ تقریباً آٹھ بجے ہم جبل نور کے پاس سے گذرے جہاں قرآن کریم کی پہلی آیت نازل ہوئی تھی تمام دن ہم نے منا میں ہی توقف کیا۔ اور دوسرے روز عرفات پہنچے۔ عرفات ایک میدان ہے جو پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے۔ یہیں لاکھوں انسان اپنے اونٹوں اور سامان کے ساتھ ٹھیر سکتے ہیں۔ اس کے مقابل پر جبل الرحمہ واقع ہے۔ اس مقدس پہاڑ کے پاس ایک گوشہ میں ہم نے اپنا خیمہ نصب کیا۔ نہر زبیدہ جو مکہ کو پانی بہم پہنچاتی ہے زمین کے نیچے بنائی گئی ہے اور عرفات کی پہاڑیوں سے ہو کر گذرتی ہے۔ کئی مقامات پر یہ کھلی ہوئی ہے۔ حاجیوں کیلئے یہ نہر ایک نعمت ہے۔ خطبہ حج دوپہر کے بعد شروع ہوا اور لبیک کے نعرے بلند ہوئے۔ درمیانی وقفہ میں توپیں سر ہوتی تھیں۔ اسلام کی حقیقی شوکت ہمارے پیش نظر تھی۔ اس عظیم الشان مجمع میں ترک۔ تاتاری۔ افغان۔ ایرانی۔ افریقی۔ عرب اور ہندوستانی شامل تھے۔ اس مقدس جگہ میں مختلف اقوام کے لوگ اخوت اسلامی کے رشتہ میں منسلک ہو کر جمع ہوتے ہیں۔ عرفات وحدت اسلامی کا نشان ہے جہاں مختلف اقوام کے مسلمان باہم ملتے ہیں۔ وہ نہایت مفید خطبہ جو جبل الرحمہ سے پڑھا جا رہا تھا جب ختم ہوا تو عرفات کے میدان کو چھوڑنے کی اجازت مل گئی۔ میں نے ایسا موثر نظارہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ قدرت بھی اس وقت ہمدردی کا اظہار کر رہی تھی سورج پہاڑیوں کے پیچھے غروب ہو رہا تھا۔ رات کی آمد آمد تھی ستارے چمک رہے تھے۔ ہوا کم ہو گئی تھی کی وسعت میں خنکی آگئی تھی۔ حاجی اپنے اونٹوں پر سوار ہو رہے تھے بعض شریف مکہ کے ہمراہ نہایت شان و شوکت سے واپس چلے گئے اور باقی مصر کی محمل کے ساتھ فوج اور سواروں کی معیت میں روانہ ہوئے تھے۔ ہم نے اس مقام کی دوبارہ زیارت حاصل کرنے کیلئے دعا کی اور عرفات سے روانہ ہو کر مزدلفہ

کے مقام پر پہنچے۔ ہم اس مسجد کے پاس سے گزرے جو اس وقت لفیعہ لوز بن بی نفی ۔
جو ایک ایسے مینار کے نام سے مشہور ہے جو کوئی مسجد نہیں رکھتا۔ اس کا یہ نام منا
کی مسجد کے مقابلہ پر رکھا گیا ہے جو بغیر کسی مینار کے ہے یہاں اترنا مشکل تھا اسلئے
ہم نے کسی اور موقعہ پر یہاں آنا مناسب سمجھا اور ایک مقام پر اپنا خیمہ نصب کر دیا۔
ابن جبیر نے مزدلفہ کے میدان کو مشعر الحرام کہا ہے۔ کیونکہ اس مقام پر مذہبی رسومات ادا
کی جاتی ہیں۔ حاجیوں نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد رات کا بیشتر حصہ
دعا اور ورد میں گزارا۔ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو نماز فجر اور خطبہ کے بعد ہم روانہ ہوئے اور
۱۲ بجے دوپہر کے وقت منا پہنچ گئے۔ میں فوراً قربانی ادا کرنے کیلئے گیا اور اسکے بعد
نماز جمعہ میں شریک ہوا جو مسجد کہف میں ادا کی گئی۔ پہلے قربانی عقبہ کے
نزدیک ہوا کرتی تھی۔ لیکن حال میں صفائی اور صحت کے خیال سے ایک اور جگہ اس مقصد کیلئے
مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ اس دن مکہ میں جانا اور طواف زیارت ادا و سعی کرنا سنت ہے
اسلئے میں مکہ کی طرف گیا۔ اور رات کا بہت سا حصہ گزر جانیکے بعد واپس آیا۔ جبل البصیر
منا کے میدان کی شمالی حد پر واقع ہے۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی غار واقع ہے جہاں
آپنے ایک عظیم الشان قربانی کی تھی۔ المسعودی کا بیان ہے کہ اس نے قریب کی پہاڑیوں
میں بندر دیکھے لیکن موجودہ زمانہ میں یہاں بندر نہیں ہیں۔ شاید وہ اس پہاڑی
علاقہ کے اندرونی حصہ میں چلے گئے ہیں۔ منا میں تین روز ٹھیرنے کا رواج ہے لیکن یہاں
کوئی خاص کام نہیں ہوتا۔ سیاست دان اس بے نظیر موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں تمام
دنیا کے حاجی اس تبادلہ خیال سے جو فائدہ اسلام کو پہنچا سکتے ہیں اسکی اہمیت بیان سے
باہر ہے۔ ذوالحجہ کی بارھویں تاریخ کو میں منا سے واپس ہوا۔ اور عصر کے وقت ہز ہائنس
نظام افضل الدولہ بہادر مرحوم کی رباط میں پہنچا۔ جو شامی بازار کے قریب ہے۔
اور مغرب کی نماز کیلئے حرم شریف جہاں حاجی نہایت جوش و خروش سے ایکدوسرے کو
مبارکباد دے رہے تھے میں بھی ان میں نہایت شوق سے شامل ہو گیا۔ کیونکہ حاجی واپس آ گئے
تھے۔ اسلئے مغرب کے وقت ایک بڑا مجمع ہو گیا۔ اور حرم حاجیوں سے پُر ہو گیا۔ برٹن اس

موقعہ پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔ کہ میں نے بہت سے ممالک کی مذہبی رسومات کو دیکھا ہے۔ لیکن ایسی شان وشوکت کہیں نظر نہیں آئی۔ ان کلمات میں وہ اسلام کی تعریف کرتا ہے مختلف اقوام اور ممالک سے حاجی آتے ہیں اور مختلف زبانیں بولتے ہیں۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود وہ اخوت اسلامی میں ایک ہو جاتے ہیں۔ تمام دنیا کی آبادی کا چھٹا حصہ مکہ کو حج کیلئے اپنا مرکز تصور کرتا ہے۔ حج کے دنوں میں اسلام کی زندگی کا ایک نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کا ایک ایک لفظ پورا ہوا ہے۔ وکذلک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس۔ ہم نے تم کو اقوام کا مرکز بنایا۔ تاکہ تم لوگوں پر شاہد رہو۔ بظاہر یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بحیثیت ایک مذہب دنیا کے مختلف اسلامی ممالک کے سیاسی اتحاد وارتباط کو چاہتا ہے جو سب ایک خلیفہ کے ماتحت رہنے چاہئیں۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا ہمیشہ اس سیاسی اتحاد سے خائف رہی ہے اگست کی ۱۳ تاریخ کو ہمارے قافلے نے مکہ سے روانہ ہو کر جدہ کا رخ کیا۔ اور اٹھارہ تاریخ کو ہم جہاز پر سوار ہو کر ۲۴ اگست کو کراچی پہنچ گئے۔ اس سفر کے دوران میں مجھے حاجیوں کے جہازوں کی ابتر حالت کے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ حاجیوں کے لئے جو ایکٹ نافذ کیا گیا ہے۔ اس کی پابندی پورے طور سے نہیں کی جاتی۔ ہندوستان کی گورنمنٹ کو اور جن لوگوں کے ہاتھ میں حاجیوں کی آسائش کا انتظام ہے انہیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ کراچی سے میں اجمیر شریف کی طرف گیا۔ اور پھر دہلی پہنچ گیا۔ ایک نوجوان حاجی کی زندگی کا یہ اہم واقع یہاں ختم ہوتا ہے +

ناظرین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ از راہِ مہربانی

رسالہ اشاعت اسلام کی توسیع اشاعت کیلئے کوشش فرما کر مشکور فرمائیں

منیجر

گنج اسلام کی سمت جنبش

عرصہ ہوا ذیل کا مضمون جناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ نے اپنے نظموں کی کتاب تھاٹ فار دی فیوچر کے دیباچہ میں مرقوم فرمایا تھا۔ یہ مضمون ان لوگوں کے لئے بہت دلچسپ اور پُر معنی ہے جو رُوح کو صداقت کے نزدیک دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ یہ کتاب مصنف کے دماغ کی نصیحت آمیز فہرست ہے اسکی قیمت ایک شلنگ ہے ۔ مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُدا کے ساتھ میری محبت ایک جُداگانہ شئے ہے جس کو کہ خُود میرا محدُود انسانی دماغ نہیں سمجھ سکتا ہے۔ اس کا علم صرف اسی پیارے باپ کو ہے جس نے ہمکو بنایا ہے اور یہ طاقت بخشی ہے۔ کہ ہم اسکی حمد وثنا کریں۔ جناب موسیٰ، حضرت مسیح، حضرت محمد صلعم اور دیگر انبیاء و رسُولوں کی میں بیحد عزت اور توقیر کرتا ہوں لیکن ساتھ ہی اس کے میرا یہ بھی ایمان ہے کہ اگر دُنیا میں وحیٔ الٰہی کا سلسلہ قائم نہ ہوتا تو بھی مَیں اپنے پیارے باپ کو جو آسمان پر ہے اسی طریقہ سے پیار کرتا۔ کوئی محدُود انسانی دماغ میری محبت۔ میری ستائش اور میرے ایمان کا اندازہ نہیں لگا سکتا ہے۔ اس بات کو جان کر کہ میرے خدا نے میری حفاظت کی ہر شروع بچپن سے میرے انسانی جسم کو نقصانات سے محفُوظ رکھا ہے۔ یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔ کہ اب ہم اس حفاظت اور نگرانی پر پوری طاقت اور ایمان سے بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور یہ حیرانی کی بات ہوگی۔ اگر میں کسی تکلیف سے ڈر جاؤں۔ اور اپنے پیارے باپ کی خدمت سے گھبراؤں جو اپنی محبت کے دامن میں ان لوگوں کو بھی جنہیں ہم پیار کرتے ہیں پناہ دیتا ہے میں نہایت عاجزی کے ساتھ اس پیارے اور رحیم خدا کی شکرگذاری کرتا ہوں جس نے ہم کو تمام چیزیں عنایت کی ہیں۔ اور مَیں گذشتہ انعامات۔ مہربانیوں اور عطاشدہ

عقل کیلئے بیحد شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کے حصول سے میں دوسرے انسان کی امداد کے قابل ہو جاؤں۔ کیونکہ اس دنیا میں بہت سے ایسے انسان ہیں۔ جو غریب غمگین مصیبت زدہ ہیں اور آزمائشوں کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ صرف ایک ہی خُدا ہے۔ جو عبادت کے قابل ہے اور جسکے احکام بجالانے چاہئیں۔ وہ سب سے اوّل اور سب سے بالا ہے۔ اور کوئی دوسرا خواہ وہ کتنا ہی پاک اور مُقدّس کیوں نہ ہو اس کے ہم پلہ اور برابر نہیں ہو سکتا ہے۔ اِس بیان میں کوئی عجُوبہ یا نئی بات نہیں ہے۔ یہ اتنا ہی کُہنہ اور پُرانا ہے جتنا کہ ایک پہاڑ ہے۔ لیکن تعجّب کی بات یہ ہے۔ کہ اِنسان باوجُود دماغ اور سمجھ رکھنے کے ایسا احمق ہو جاتا ہے۔ کہ پیر پرستی کے اصول اور عقائد اسکی نگاہ کو آسمان اور آسمانی باپ کو دیکھنے سے معذُور کر دیتے ہیں۔ حالانکہ آسمانی باپ اپنی مخلوق کے نہایت قریب تر ہے۔ خواہ وہ معمولی انسان ہو یا خدارسیدہ ہو آسمان کی کُنجی ہمیشہ موجُود ہے اور اسکو ایک ذلیل ترین انسان بھی بلا کسی نبی پیر یا بادشاہ کی مدد کے گھما سکتا ہے۔ یہ اس پاک ہَوا کی طرح ہے جس کو ہم سانس کے ذریعہ کھینچتے ہیں۔ اور جو ہَوا سب کیلئے یکساں ہے۔ جو لوگ انسان کو برعکس اصُول کی تعلیم دیتے ہیں ان کا مقصد خود غرضی پر محمول ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی تنخواہ اور وظیفہ کو مدنظر رکھتے ہیں۔ تاکہ اُن کا مطلب نکلے اور بس۔ عیسائی گرجوں (رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ) کے اصُول نے مجھے شروع بچپن ہی میں متنفر کر دیا تھا۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس مذہب کے جانب جیسے St. Athanasius نے قائم کیا۔ میری بچپن کی نفرت کچھ کم تھی بہ نسبت اس حقارت کے جو آج مجھے اس شخص کی طرف ہے۔ جس نے مذہبی عقیدے منبر پر چڑھ کر تراشے ہیں۔ اور ہزارہا انسان کو جہنّم کا کُندہ قرار دیدیا ہے۔ کیونکہ وہ اسکی تعلیم کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مجھے ہمیشہ سے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمیافتہ اصحاب گرجے میں داخل ہونے کیلئے نہایت

خوشی سے اپنا نام پیش کردیتے ہیں۔ باوجودیکہ نصف اصول پر بھی اُن کا عقیدہ نہیں ہوتا ہے۔ چالیس سال سے زائد غور و خوض اور کوشش کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اس نام نہاد مذہب کی تمام کائنات انسان کی طرف سے ہے نہ کہ خدا کی طرف سے۔ مَیں اسبات کا اقرار کرتا ہوں کہ مشرق میں جانے کی وجہ سے میرے دل میں اسلام کے سادہ مذہب کی بہت عزّت اور حرمت قائم ہوگئی ہے۔ اسلام میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت ہر وقت کرتا ہے۔ نہ کہ صرف اتوار کے روز جیسا کہ عیسائیوں کا معمول ہے مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ رحیم و کریم خدا ہر وقت اور ہر لمحہ حاضر و ناظر ہے میرے دل کو بیحد مسرور کرتا ہے۔ اور میرے دل میں ایک ہمدردی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ میں ایک سچے مسلمان کے ساتھ اسکی عبادت میں شامل ہونا پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ سچا اور راستباز ہے۔ اسمیں کسی قسم کی ریا نہیں پائی جاتی ہے۔ جب وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ سے اپنا جانماز اُٹھاکر اور زمین پر بچھا کر اپنے مالک کے حضور سربسجود ہوتا ہے۔ روزمرّہ صبح سے شام تک کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے۔ اور وہ شخص ہمیشہ خدا کے حضور حاضر رہتا ہے۔ اس کو کسی امام کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اُسکو خدا تعالیٰ کے رحم کی تختگاہ مل گئی ہے۔ اور وہ بلا کسی بیرونی مدد کے وہاں تک پہنچ جاتا ہے اس بزرگ انسان یعنے جنرل چارلس گارڈن نے مسلمانوں کی نسبت کہا ہے کہ ہم کو مسلمانوں میں فریسیوں کا فرقہ نظر نہیں آتا ہے مسلمان خواہ کچھ ہی خیال کریں وہ فریسیوں کی مانند یہ نہیں کہتے کہ زید اور بکر جہنمی ہیں۔ اور ان میں یعنی مسلمانوں میں فریسیوں کے

مانند ناپسندیدہ اخلاق نہیں

ہوتے ہیں +

ہند میں اشاعت اسلام

چودھری منظور الٰہی صاحب سکرٹری شعبہ تبلیغ ہند تحریر فرماتے ہیں :-

الحمدللہ کہ ہمارے مُبلغین کی مساعی جمیلہ سے ہر ہفتہ کئی آدمی اسلام میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہمارا یقین ہے۔ کہ انشاء اللہ عنقریب

یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا

کا نظارہ ہندوستان میں نظر آ جائیگا۔ ہم نے ہندوستان کے مختلف علاقہ جات سے مفصل رپورٹیں منگوائی ہیں جہاں اشاعت اسلام کیلئے بڑا وسیع میدان موجود ہے۔ اور جہاں کہ ہم آہستہ آہستہ مستقل مشن کھولتے جا رہے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہمارے پاس لائق مبلغین موجود ہیں۔ لیکن مستقل سرمایہ کی کمی کے باعث ہم کام کو جتنا کہ چاہتے ہیں پھیلا نہیں سکتے۔ اس وقت ہماری انجمن صرف ہندوستان کے مبلغین پر دو ہزار روپیہ ماہوار کے قریب خرچ کر رہی ہے۔ اگر برادران اسلام ذرا سی توجہ فرما کر ہمارا ہاتھ بٹائیں اور پانچ ہزار روپیہ ماہوار تک کا انتظام اپنے ذمہ لے لیں تو ہندوستان کے ہر صوبہ میں بڑے کامیاب مشن کھل سکتے ہیں۔ جن کے نتائج مسلمانان ہند کے لئے بڑی مسرت کا باعث ہو سکتے ہیں +

یہ یاد رہے کہ ہمارے جملہ مُبلغین مستقل طور پر کام کرنے والے ہوتے ہیں ان کی ترقی تنخواہ رخصت وغیرہ جملہ حقوق سرکاری ملازمین کی طرح ہوتے ہیں اسلئے جب ہم ایک مُبلغ کی تقرری کرتے ہیں تو وہ ساری عمر کے لئے خدمت دین کیلئے وقف ہوتا ہے۔ اسکی جملہ ضروریات کا بہم پہنچانا ہمارا فرض ہوتا ہے گویا کہ ہمارے جملہ اخراجات اشاعت اسلام مستقل طور کے ہیں گذشتہ سال میں ہمارا اوسط ماہوار خرچ جملہ شعبوں کا قریباً پندرہ ہزار روپیہ ماہوار ہوتا رہا

ہے۔ جو اس سال ہندوستان میں کئی مرکز کھولنے کے باعث بہت بڑھ گیا ہے اس کا اکثر حصّہ ہماری غریب لیکن دریا دل مختصر سی جماعت کی جیبوں سے آتا ہے۔ اور کچھ حصّہ بعض ہمدردان اسلام کی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ لیکن عام طور پر مسلمانوں نے اشاعت اسلام کی اہمیّت اور اجتماعی طاقت سے کام لینے کی طرف توجہ نہیں کی۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی جگہ جگہ کمزور انجمنیں اور کمیٹیاں قائم کرنے کی بجائے ہمارے گذشتہ تجربات سے فائدہ اُٹھانے کیلئے ہمارے ساتھ مل کر کام کریں تو نتائج کے لحاظ سے یہ نہایت شاندار کام ثابت ہوگا + ہمارا سلسلہ نظام و نگرانی باقاعدہ ہے۔ آمد و خرچ کا حساب نہایت تسلی بخش ہے۔ اور قوم کا ایک ایک پیسہ نہایت امانت و دیانت سے خرچ کیا جاتا ہے + امید ہے کہ برادرانِ اسلام اس موقعہ پر خاص توجہ سے کام لیکر اپنی گذشتہ غفلت کی تلافی کرینگے۔ چندہ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجا جائے۔ اور تشریح کر دیجائے، کہ یہ چندہ تبلیغ ہند کی مد کیلئے ہے۔ والسّلام

سلاجیت (مومیائی)

نہایت بے ضرر مفرد دوائی رگوں اور پٹھوں پر فوری اثر کر کے بدن میں چستی پیدا کرتی ہے۔ عمدہ جزو کی مقوی دماغ و معدہ ہے جگر گردہ و مثانہ کو مضبوط اور پھیپھڑے کی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ کام و ورزش میں بھی مفید ہے۔ درد کمر اور دیگر دردوں کو بھی جو ریح یا چوٹ کے باعث ہوں دور کرنا اس کا کام ہے۔ طلبا وکلاء اور کلرکوں کیلئے آبحیات ہے۔ اس کے استعمال سے دماغ دن بھر کام کرنے سے نہیں تھکتا۔ تمام انگریزی یونانی و ویدک مرکبات و مقویات کے مقابلہ میں یہ مفرد دوائی گو قیمت میں بہت کم ہے۔ لیکن فائدہ اس کا بہت زیادہ اور مستقل ہے۔ مرد و زن بچے و ضعیف بغیر کسی پرہیز کے ہر موسم میں استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت ایک تولہ ڈبیہ کی ایک روپیہ

خوراک۔ ایک رتی یا ڈیڑھ رتی یا کم و بیش ہمراہ دودھ یا پانی حسب مزاج۔ روح سلاجیت فی شیشی دس آنہ

خوراک۔ ایک قطرہ یا کم و بیش ہمراہ دودھ یا پانی حسب مزاج +

نوٹ:۔ قیمت واپس اگر خالص نہ ہو۔ آگ کے نزدیک دوائی رکھنے سے اس کا اثر کم رہجاتا ہے +

مینجر کارخانہ سلاجیت عزیز منزل نولکھا لاہور

اِسلام اور آریہ سماج

از قلم جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی۔اے مبلغ اسلام

ہندو مذہب کا اصل الاصول

تیرھویں صدی کا خاتمہ اور چودھویں صدی کا آغاز دنیا میں مذہبی انقلابات کے لئے ہمیشہ یادگار رہیگا۔کہ بہت سی مذہبی تحریکیں اس زمانہ سے وابستہ ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے۔کہ یہ زمانہ مذہب سے کوئی خاص مناسبت رکھتا ہے۔اس زمانہ میں وہ مذہب جن کا شعار جمود و سکون تھا اپنا چولا بدلنے پر مجبور ہوئے۔مثلاً ہندو مذہب ہمیشہ سے اس امر کا پابند تھا کہ ویدک دھرم صرف ہندوؤں کیلئے ہی مخصوص ہے۔دوسرے لوگوں سے اسے سروکار نہیں۔خود ہندوؤں میں بھی شودروں کو وید پڑھانے کی ممانعت تھی۔اور اس میں یہانتک مبالغہ کیا جاتا تھا۔کہ اگر وید کی کوئی شرتی کسی شودر کے کان میں پڑ جائے تو اس کے کان کو سیسے سے بھر دینا چاہئے پروفیسر میکسملر بھی جو یورپ کے ان چیدہ لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے سنسکرت سیکھی، وید پڑھے اُن کی شرحیں لکھیں اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔کہ ہندو مذہب تبلیغی مذہب نہیں۔چنانچہ ۱۸۷۳ء میں ممدوح نے لندن کی ایک مشہور عمارت ویسٹ منسٹر ایبے میں مذاہب عالم پر تقریر کرتے ہوئے تبلیغی لحاظ سے تمام مذاہب کو دو قسموں میں منقسم کیا (۱) تبلیغی مذہب اور (۲) غیر تبلیغی مذہب۔اوّل الذکر میں انہوں نے اسلام، بُدّھ مذہب اور مسیحیت کو شامل کیا۔اور موخّرالذّکر میں یہودی مذہب، ہندو مذہب اور زرتشت مذہب کو۔پروفیسر میکس مولر کی یہ تحقیقات کسی جنبہ داری پر مبنی معلوم نہیں ہوتی۔اور نہ ہی اُنکی صدق آفرینی ہے

بلکہ جن لوگوں کو مقابلہ مذہب کا شوق ہے۔ اور جن کو ذرا بھی مذہبی واقفیت ہے وہ اس حقیقت سے آگاہ ہیں۔ کہ ہندو مذہب کے اصل الاصول میں یہ امر داخل ہے کہ دوسرے مذہب کا شخص ہندو مذہب اختیار نہیں کرسکتا۔ سناتن دھرم کا وہ جمغفیر جسے ہندوؤں میں آج بھی سواد اعظم کا حق حاصل ہے۔ علےالاعلان یہی عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ ہندو مذہب تبلیغی مذہب نہیں۔ اور یہ مذہب صرف ہندو قوم ہی کے لئے مخصوص ہے۔ خود وید کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی تعلیم محض تین قوموں ہی کے لئے محدود ہے۔ کیونکہ اسمیں بار بار ان ہی قوموں یعنے برہمن، چھتری، ویش کا ذکر آتا ہے۔ گو شودروں کا بھی نام لیا ہے۔ لیکن مذہب کی چار دیواری سے انہیں باہر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ وید مقدس میں بار بار ہندوستان کے دریاؤں کا ذکر ہے۔ اور اُن کے نام لے لیکر ان سے دعاؤں کے قبول کرنے کی التجا کی ہے۔ جس سے صاف مترشح ہوتا ہے۔ کہ یہ مذہب یا یہ کتاب صرف ان لوگوں کے لئے ہی ہے۔ جو ہندوستان میں رہتے سہتے ہیں۔ اور جو ان دریاؤں کے ناموں سے واقف ہیں۔ جس مذہب کی تعلیم کا حلقہ تمام دُنیا تک پھیلتا ہو۔ اور جس کا مخاطب ہر ایک شخص ہو۔ وہ اپنی کتاب میں خاص قوموں کا ذکر کیوں کریگا۔ بلکہ اس کا رُوئے سخن تو تمام قوموں کی طرف ہونا چاہئے۔ اور اسکی آواز اسود احمر تک پہنچنی چاہئے۔ ہم نے بعض ہندو بزرگوں سے سُنا ہے۔ کہ ان کے ہاں عبادتِ الٰہی یا یگ صرف ہندوستان ہی میں جائز ہے۔ اور جو شخص ہندوستان کے حدود اربعہ سے باہر نکلجائے وہ یگ و عبادت نہیں کرسکتا۔ اسی بناء پر محض پُرانے زمانہ کے پکے ہندو ہندوستان سے باہر جانا پسند نہیں کرتے۔ اور اسے خلافِ مذہب تصور کرتے ہیں۔ اگر ہمارا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو الہ آباد ہائیکورٹ میں اس بناء پر ایک مقدمہ بھی دائر ہوا تھا۔ ایک ہندو جنٹلمین حسب معمول ولایت تعلیم کیلئے تشریف لے گئے اور قانونی ڈگری حاصل کرکے واپس آئے۔ برادری کے بعض لوگوں نے جو مذہب سے

زیادہ شغف رکھتے ہونگے۔ کہا کہ تم ہندو نہیں رہے جنٹلمین موصوف نے اس بناء پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کیا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ تو ہائیکورٹ نے قرار دیا۔ کہ جو شخص ہندوستان سے باہر چلا جائے وہ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہہ سکتا

اس کے علاوہ ذات پات کا قصہ جواب تک ہندو سوسائٹی کے گلے کا ہار ہو رہا ہے اسی نتیجہ کا مؤید ہے کہ ہندو مذہب نے انسان اور انسان میں تفریق و امتیاز کو خاص وقعت دی ہے۔ جو مذہب اپنے ہی پیروؤں میں اس قسم کی تفریق و تشتت کا موجد ہو جو شودر اور ویش برہمن اور چھتری کو ایک میدانِ عمل میں کارفرمائی سے روکے۔ وہ بھلا کب گوارا کر سکتا ہے کہ دوسرے مذہب کے لوگ ہمیں شامل ہوں۔ اور مساوی حقوق حاصل کریں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب اسلام ہندوستان میں آیا تو بہت سے ہندو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ کیونکہ وہ اپنے مذہب کے تنگ دائرے سے گھبرا گئے تھے۔ اور خوب جانتے تھے۔ ان کے مذہب کی تنگ نظری انکو ترقی کرنے سے مانع ہے۔ چنانچہ مسٹر آرنلڈ نے جو کسی زمانہ میں علیگڈھ کالج کے پروفیسر تھے ایک مبسوط کتاب پریچنگ آف اسلام (تبلیغ اسلام) کے نام سے لکھی ہے۔ اور اس میں ایک باب ہندوستان میں اشاعت اسلام کیلئے وقف کیا ہے ممدوح نے اس مضمون میں نہایت کھلے الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔ کہ اسلام پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ یہ "تلوار کی دھار سے پھیلا محض غلط ہے ہندوستان کے شاہان اسلام نے کبھی بھی تبلیغ اسلام کو اپنی اغراض حکومت میں شامل نہیں کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی حکومتوں کے دار الخلافوں میں علی العموم ہندو آبادی زیادہ ہے اور مسلمان کم۔ ہاں دیہات میں کثرت سے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے یہ تھی کہ ہندو جاتی میں جو لوگ کمینہ اور کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے اسلام نے ان کو مساوی حقوق دیئے اور انہوں نے اپنی نجات اسی میں سمجھی کہ اسلام میں داخل ہو کر نسل انسانی کے

مفید اور بہترین رکن بن جائیں۔ اگر ہندو مذہب میں یہ ذات پات کی حدود و قیود نہ ہوتیں اور افسانوں نے ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر بلاوجہ ترجیح نہ دی جاتی تو یقیناً بہت سے مسلمان جو آج اسلام میں داخل ہیں، ہندو ہوتے +

غرض اگر ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے۔ تو وہ لوہے کی تلوار سے نہیں۔ بلکہ اس اخلاقی تلوار سے پھیلا ہے۔ جس کے زخم جسم پر نہیں بلکہ دل پر لگتے ہیں۔ اور صرف گھائل ہی نہیں۔ بلکہ رام بھی کر لیتے ہیں۔ ورنہ راجپوت جو خود تلوار کے دھنی تھے۔ اور ہندی تلوار کو حمائل کئے پھرتے تھے، تلوار سے ڈرنے والے تھے ؎

تجھ سے آہو رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر کیا، اعجاز کیا، جن لوگوں نے تجھ کو رام کیا

پس برادران وطن کے دل اگر آج اس سے دُکھتے ہیں۔ کہ اسلام نے کیوں آریہ ورت میں ڈیرا جمایا۔ کیوں ان کے سپوتوں کو اپنا غلام بنایا۔ پھر اسمیں اسلام کا کچھ قصور نہیں، خود ہندو مذہب کا قصور ہے جس نے انسانی اخوت میں بلا وجہ امتیازات قائم کئے۔ اور نسل انسانی میں تفریق و تشتت پیدا کر کے بہت سے لوگوں کو اپنی طرف سے بدگمان کر لیا +

ہندو مذہب کا اصل الاصول ہی امتیازات قومی ہیں۔ مگر اسلام ایک عالمگیر اخوت کا علمبردار ہے۔ اور اسکی اسی خوبی کو دیکھ کر بہت سے ہندو مسلمان ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں +

گذشتہ اشاعت میں ہم دکھا چکے ہیں۔ کہ ہندو مذہب صرف ہندوستان

میں رہنے والوں کے لئے مخصوص ہے۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ ہندوستان میں رہنے والوں میں سے بھی صرف تین قومیں ہی وید مقدس کی حامل ہو سکتی ہیں یعنے برہمن چھتری اور ویش۔ شودروں کو وید سے تعلق نہیں کہ وہ مذہب یا آسمانی کتاب کے اہل ہی نہیں سمجھے جاتے۔ وہ صرف ان تینوں قوموں کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں +

لیکن زمانہ کا انقلاب دیکھئے کہ سوامی دیانند جی نے جو مذہب تجویز کیا ہے اس پرانی ڈگر کو خیرباد کہنے کی کوشش کی گئی۔ اور یہ عقیدہ بنا لیا کہ ہندو مذہب تمام دنیا کیلئے ہے۔ دوسرے لوگ بھی اسمیں شامل ہو سکتے ہیں! اور ہندو مذہب کے مبلغ دوسروں کو تبلیغ کا حق رکھتے ہیں۔ مگر واقعات بتاتے ہیں کہ یہ صرف سوامی جی کی جدت ہے۔ سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر ہندو مذہب میں امتیاز قومی نہیں تو پھر شودر، ویش، چھتری اور برہمن کی تقسیم کیوں عمل میں آئی آریہ سماج کہتا ہے۔ کہ یہ صرف اعمال کے لحاظ سے ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ سراسر غلط ہے۔ آج تک ہندوستان میں کسی برہمن کو اسلئے شودر نہیں کہا گیا کہ اس کے اعمال اچھے نہ تھے۔ اور کسی شودر کو برہمن نہیں سمجھا گیا کہ اسکے اعمال قابل تحسین تھے۔ اعمال کے متعلق صحیح علم ہونا بھی بہت مشکل ہوتا ہے بظاہر بہت سے انسان بھلے مانس ہوتے ہیں۔ مگر درپردہ سیاہ کار ہوتے ہیں ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ اور معیار فیصلہ کیا ہو؟

پھر شودر کے خلاف تو خود سوامی جی کا بھی فیصلہ ہے۔ وہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ شودر وید نہ پڑھے۔ اگر تمام انسان برابر تھے۔ تو شودر بیچارے نے کیا قصور کیا کہ وہ وید مقدس ہی سے محروم ہے۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سوامی جی نے جب دیکھا کہ ہندوستان میں بہت سے ہندو ذات پات کے جھگڑے سے دق ہو کر حلقہ بگوش

اسلام ہو رہے ہیں۔ تو انھوں نے اپنے مذہب کو بھی وہی جوڑ پہنانا چاہا جو اسلام کا امتیاز خاص ہے۔ مگر اس خواہش میں ان کا قدم کہیں سے کہیں پڑ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک سناتن دھرم کے لوگوں کو ان سے اختلاف ہے، اور سخت اختلاف ہے" +

اسمیں شک نہیں کہ اسلام نے مساوات انسانی پر بڑا زور دیا ہے۔ لیکن یہ زور صرف معاشرتی پہلو ہی سے نہیں بلکہ اسلام مذہبی پہلو سے بھی سب انسانوں کو برابر ہی سمجھتا ہے۔ قرآن مجید کی پہلی ہی سورت نے اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی وہ صفات بیان کی ہیں جس سے لازم آتا ہے کہ جس طرح خدا کی ربوبیت جسمانی کا نظارہ عالمگیر ہے۔ اسیطرح اسکی ربوبیت روحانی سے بھی کوئی ملک اور کوئی قوم خالی نہیں۔ پھر دوسرے متعدد مقامات پر بھی اس نکتہ کی توضیح قرآن مجید نے بار بار کی ہے۔ کہیں فرمایا۔ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین ہ یعنے سب انسان ایک قوم کے حکم میں ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے سب کے لئے انبیاء بھیجے جو انذار و تبشیر کرتے رہے۔ کہیں فرمایا۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی قوم ایسی نہیں گذری جسمیں کوئی خدا کا ہادی آیا ہو۔ کہیں فرمایا۔ ولکل امۃ رسول ہر ایک قوم کی طرف رسول بھیجا گیا۔ غرض قرآن مجید نے اس مضمون کی بار بار تشریح کی ہے۔ کہ ہر ایک قوم و ملک میں رسول آتے رہے ہیں۔ اور اسی لئے مسلمانوں کو جو عقیدہ انبیاء سے متعلق سکھایا گیا ہے۔ وہ یہی لا نفرق بین احد من رسلہ۔ ہم رسولوں میں سے کسی کی بھی تفریق نہیں کرتے +

یہ عقیدہ معاشرتی نقطۂ نگاہ ہی سے نہیں۔ بلکہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے بھی تمام نسل انسانی میں مساوات کی بنیاد رکھتا ہے۔ اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ جو مذہب اس اصول پر قائم نہیں۔ وہ اگر نسل انسانی کی مساوات کا دعوے

کرتا ہے۔ تو یہ دعویٰ دعویٰ باطل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اگر آریہ سماج کی بُنیاد فی الحقیقت اسی عقیدہ پر ہے۔ کہ سب انسان برابر ہیں۔ تو پھر یہ عقیدہ بھی ہونا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے سب قوموں کے پاس نبی اور رسُول بھیجے۔ اور خدا تعالیٰ کی ربوبیت روحانی کا فیض تمام دنیا کو مساوی طریق پر پہنچا۔ لیکن جہانتک ہم سمجھتے ہیں یہ بات آریہ سماج کے اصول اساسی کے خلاف ہے۔ وہ یہ مانتے ہیں۔ کہ پرماتما کا گیان کسی اور قوم کو نہیں ملا۔ صرف ہندوستان ہی اس شرف و بزرگی سے ممتاز ہوا تو کیا یہ عقیدہ مساواتِ انسانی کی گردن پر چھری نہیں پھیرتا؟ بات یہی ہے کہ سوامی جی نے صرف مصلحت وقت کی بناء پر محض اپنے مذہب کی تعداد بڑھانے کے لئے یہ مسئلہ دغمع کرلیا۔ ورنہ دوسرے پہلوؤں سے خود ان کے عقائد اس کی تردید کرنے کے لئے کافی ہیں۔ قاعدہ ہے جو بات وقتی ضرورتوں کے لحاظ سے بنائی جاتی ہے۔ وہ دوسری باتوں سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یہی حال آریہ سماج کی اس مساوات انسانی کا ہے۔ جس کا غلغلہ سماج کے لیڈروں نے ہندوستان میں ڈال رکھا ہے۔ اور جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ ؏

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

علاقۂ ارتداد میں جب کبھی شدھی ہوتی ہے۔ تو آریہ سماج کے لیڈر کانفرنسیں کرتے ہیں مجالس کرتے ہیں۔ اور انہیں ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں کہ فلاں لوگوں سے فلاں لوگ تعلقات قائم کریں۔ اگر فی الحقیقت ہندو سوسائٹی میں ذات پات کے جھگڑے نہ ہوں جیسا آریہ سماج کا دعویٰ ہے تو پھر ان کانفرنسوں کی کیا ضرورت ہے۔ مسلمانوں کے ہاں بھی کوئی ایسی مجلس نہیں ہوتی۔ کہ فلاں شخص مسلمان ہوگیا ہے۔ اب اس کے ساتھ فلاں ذات کے مسلمان برادرانہ سلوک کریں

کیونکہ مسلمانوں کے ہاں یہ تحصیل حاصل ہے۔ جب کوئی شخص کلمۂ توحید پڑھتا ہے۔ وہ اخوت اسلامی میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور سب مسلمان اس سے بھائیوں کا سا سلوک کرتے ہیں +

اس کے برخلاف خود آریہ سماج میں ایسی مثالیں مل سکتی ہیں کہ مسلمان آریہ ہوئے۔ مگر ان سے آریوں کا سا سلوک نہ کیا گیا۔ غازی محمود دھرمپال کو ہمیشہ یہی شکوہ رہا۔ اس وقت بھی علاقۂ ارتداد میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں غرض آریہ سماج نے زمانہ شناسی سے کام لیتے ہوئے مساوات انسانی کا اصول اسلام سے اڑایا لیکن ناسپاسی اور ناقدرشناسی کا ستیاناس ہو کہ اس اصول کا اولین مبلغ یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کے بجائے آج آریہ سماج آپ کی ذات بابرکات پر ہی حملے کرتی ہے +

شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان)

کی

عیدالفطر کی روئیداد

(از قلم جناب روڈلف بکٹھال از مسجد ووکنگ)

یہ سعید تہوار جمعہ کے دن ۱۸ ماہ مئی کو ووکنگ میں منایا گیا جہاں انگلستان کے ہر گوشہ سے مسلمان باوجود سخت آندھی اور غبار آلود آسمان کے جمع ہوئے خوش قسمتی سے اس جگہ جو کہ بنظر حالات حاضرہ ہمیشہ اس تقریب کیلئے ممتاز رہیگی نہ تو بارش نہ اولے اور نہ برف بدری سے کسی قسم کی بدمزگی پیدا ہوئی۔ نمازیوں کی تعداد بمقابلہ سال گذشتہ کسی قدر کم تھی۔ گو ماہ مئی کی خوشگوار گرمی لوگوں کو میسر نہ تھی

تاہم عید کی خوشی میں حسب معمول کوئی کمی نہ تھی +

ساڑھے گیارہ بجے امام صاحب خواجہ کمال الدین نے کھلے میدان میں پہلے نماز پڑھائی جسمیں تقریباً ڈیڑھ صد مسلمان شریک تھے۔ نماز نہایت سادگی لیکن شان کے ساتھ ادا کی گئی۔ جس کا فوٹو بہت اشخاص نے لیا۔ اسکے بعد خطبہؑ پڑھا گیا۔ جو سامعین نے بڑی توجہ سے سُنا۔ سب طرف گویا خاموشی کا ایک عالم طاری تھا۔ البتہ گذرنے والی ریل گاڑیوں کا شور کبھی کبھی سکوت کو توڑتا تھا۔

امام نے انسانی محبت کا جو اسے خدا کے لئے ہے ذکر کیا۔ اور بتلایا کہ کس طرح نہایت خلوص اور صداقت کے ساتھ اس محبت کے حاصل کرنے کی کوشش میں دنیا کے لئے امن حاصل کر کے اسے بلا امداد شمشیر اور تدابیر سیاسی (خواہ جدید ہوں یا پارینہ) قائم رکھا جا سکتا ہے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ اس محبت کے حصول کیلئے خواہ وہ بہت ہی کم ہو کوشش دل سے ہونی چاہئے۔ پھر اس حالت میں خود غرضی۔ ذاتی محبت اور تمام وہ تنگ خیالی جسے آجکل حب الوطنی کے نام سے پکارا جاتا ہے معدوم ہو جاتی ہے۔

رسولکریم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اسکی مخلوق سے محبت کرو۔ یہ ارشاد ایک حیران اور مایوس بادشاہ کی شکایت کا نہایت مناسب جواب ہے جو آج سی ستر سال پہلے اس نے ذیل کے الفاظ میں کی۔ "میں نے اُسے (خدا کو) چمکتے ہوئے ستاروں میں پایا۔ میں نے اسے باغات اور کھیتوں میں پھولوں کے اندر دیکھا۔ لیکن انسانوں کے ساتھ اپنے برتاؤ میں وہ نظر نہیں آیا۔"

اس برتاؤ میں یعنے انسانوں کے ساتھ اسکے (خدا کے) برتاؤ یا طریق میں ایک انسان کا دوسرے انسان یا ایک قوم کا دوسری قوم کے ساتھ برتاؤ و طریق عمل بھی شامل ہے۔ اور جسمیں ہم ریاکاری۔ دغابازی اور دھوکہ دہی دیکھتے ہیں

ؑ یہ خطبہ انشاء اللہ تعالےٰ اکتوبر نمبر میں ہدیہ ناظرین ہوگا + مترجم

اور اسی برتاؤ سے ایمان و اعتقاد کا اچھی طرح امتحان ہو تا ہے۔ مذہب کی اصلیت تو روزمرہ کے کاموں میں دیکھی جاتی ہے۔ اور اعلے سے اعلے اصول اور ہدایات بالکل فضول ہیں اگر ان پر عمل نہیں۔ قریباً سو سال کا عرصہ ہؤا ہے۔ کہ انگلستان میں پارسا اور خدا یاد عیسائی مرد اور عورتوں نے اپنی روزانہ زندگی کو بھی پاک بتانے کے لئے انجیل کی آیات کو سنہری چوکھٹوں میں جڑوا کر اپنی خوابگاہوں میں لٹکا دیا تھا۔ لیکن دن کے وقت وہ اپنی تجارت و کاروبار میں وہ تجارتی دھوکے اور وہ طرز اختیار کرتے جو کم و بیش قابل اعتراض ہوتے۔ نیز مضافات میں اکثر ان کمروں کے اندر میز پر ایک پھٹی پُرانی انجیل بھی نظر آتی تھی جہاں مسافر کچھ عرصہ کے لیے آرام پایا کرتے تھے۔ اور یہ انجیل کا نسخہ غالباً اس غرض کے لئے دھر ا رہتا تھا۔ کہ مسافر اسے دیکھ کر اس سے مرعوب ہو کر گندی اور بد تہذیب گفتگو سے باز رہیں۔ لیکن مذہب کو دنیاوی کاروبار کا جزو بنانے کی کوشش کسیطرح بھی کارگر نہ ہوئی۔ اور اصولوں اور مقولوں کی حد سے باہر ایک قدم بھی اُٹھایا نہیں گیا +

ایک سچا مسلمان اپنے رسول پاک صلعم کی ہدایات (اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اسکی مخلوق سے محبت کرو) کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش میں صرف خود آپ ہی خدا کو اسکے دستور العملوں میں ڈھونڈھنے کے لئے قدم نہیں بڑھائیگا بلکہ اپنی مثال سے دوسروں کو بھی جو اس تاریکی کے اندر گھرے ہوئے ہیں جس نے مغرب کے تمام مذاہب کو لپیٹا ہؤا ہے ترقی کرنے کے قابل بنائیگا۔ اس طرح ہو۔ انگلستان میں وہ ایسی شمع روشن کرنے میں مدد دے۔ جو بہت فائدہ بخش اور صدور جہ کی منکشف ہوگی۔ اور کسی سے بجھ نہ سکیگی۔ یہ اصول جن پر ایک مسلمان عمل پیرا ہوتا ہے ایسے ہیں جنہیں دیگر مذاہب والے بہت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور انہیں نصب العین بنانا چاہتے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کرسکتے +

خطبے کے بعد سہ پہر کی چاء میوہ وغیرہ باغ میں چنے گئے۔ مگر ٹھنڈی اور برفانی ہوا سے ان اصحاب کی امیدیں بر نہ آئیں جن کا خیال تھا۔ کہ ماہ مئی کے موسم کا لطف اٹھائیں گے۔ تاہم ہندوستانی طرز کے لطیف کھانوں سے جو بہت سے اشخاص نے نہایت خوشی اور خوبی کے ساتھ مہمانوں کے آگے رکھے تلافی مافات ہوئی +

چونکہ جمعہ کا دن تھا بہت سے اصحاب مجبوراً جلدی رخصت ہو گئے لیکن امام صاحب کا نہایت فصیح و بلیغ لیکچر سننے کیلئے لوگ بعد دوپہر اس قدر جمع ہو گئے۔ کہ اس چھوٹی مسجد میں قدم رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ شام کے بعد باقی سب مہمان بھی تشریف لیگئے اس قسم کے دن ہمیشہ یاد رہا کرتے ہیں +

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ۔ غیر مسلمین و نومسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سنی و مراسم نماز پر علی الترتیب مکالمات موجودہ ہندو مسلم اتحاد فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر۔ تمام نظام عالم کا اصولی امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہے۔ اور اس کے متعلق صحیفۂ قدرت سے استدلال۔ حدیث لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ۔ اور اختلاف امتی رحمۃ کی دلچسپ تشریح۔ سب نام نہاد فرقہ ہائے اسلام کے اصول ایک ہیں حدیث ستفترق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ یعنی بہتر آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ اور وہی جماعت ہے کی تشریح۔ شعبہا ایمان پر بحث۔ اپنے عقاید کا اظہار نبوت کے معنے۔ اور ختم نبوت پر سیر کن بحث نزول و وفات مسیح پر روشنی آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث۔ جناب بہاء اللہ کی نبوت اور عبد الحمید مسیح کی اور احباب قادیان کی نبوت مخترعہ کا مقابلہ دنیا میں ضرورت نبوت اخیر میں ثابت کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ یہ کتاب اس بیگانگت و اجنبیت کو دور کریگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں۔ سیاسی تصادم کے وقت جمیع مسلمانوں کو متفق و متحد ہو کر کام کرنیکے لئے تیار کریگی ۲۱۶ صفحہ قیمت اول عہ قسم دوم ۱۲؍ مجلد عہ و عمر

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور

سندری سہاگ کی تعریف معزز بہنوں کے قلم سے!

بیگم جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب
آئی۔ ڈی۔ ایس۔ ایم۔ دھلی۔
مخدومی بخشی صاحب۔ مہربانی کر کے
دو دو جن سندری سہاگ تیل کی بوتلیں بذریعہ
وی۔ پی بھیجدیں۔ ایک دو بوتل منگانے میں
پارسل خرچ زیادہ دینا پڑتا ہے۔ اسلئے ریل پارسل
کردیں تاکہ خرچ کم پڑے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں
اس تیل پر عاشق ہوں۔ اللہ رکھے چچا
بہنوئی حکیم۔ خاوند اور داماد ڈاکٹر
درد سر اور بال بڑھانے کے سیکڑوں
گھر کے علاج ہوئے کسی سے فائدہ نہ ہوا
سر کے درد کو کسی نے جگر کی خرابی سے بتایا
کسی نے اعصاب کی کمزوری۔ کسی نے نسوانی
عوارض۔ خدا بھلا کرے علامہ راشد الخیری
کی بیوی کا ایک دن درد سر میں بیٹھی کر رہی تھی اور انکے گھر گئی تھی انہوں نے آپکا
تیل لیکر سر میں لگایا۔ سچ یہ ہے کہ اس دن سے
یہ تیل میرے استعمال میں ہے۔ جہاں سر میں
درد۔ خشکی۔ بال گرنا کوئی شکایت ہوئی
استعمال کیا اور جاتی رہی۔ کیا اچھا ہوتا کہ دہلی
میں اسکی ایجنسی ہوتی اور آسانی ہو ڈاک کے
اخراجات کے مل جایا کرتا۔ آپکے تیل کی کافی
شہرت ہے کوئی دو درجن کے قریب تو میری
ملنے والیاں اسکا استعمال کرتی ہیں۔

فقط والسلام

وہ کون تیل ہے؟

جو بال بڑھانے میں درجہ اول ہو	سندری سہاگ ہے
جو بالوں کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو دماغ کی کمزوری اور خشکی کو دور کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو قوت بصارت کو بڑھاتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو درد سر۔ نزلہ۔ زکام کو دور کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو بالوں کو گھونگروالا اور چمکدار بناتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو دل و دماغ دونوں کو معطر کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو گرے ہوئے بالوں کی جگہ نئے بال پیدا کرتا ہو	سندری سہاگ ہے
جو مٹی کے تیل یا نقصان رساں جز سے پاک ہو	سندری سہاگ ہے
اسکے استعمال سے بال جھڑتے نہیں ہیں	سندری سہاگ ہے
جسکے استعمال سے بال سفید ہونے سے محفوظ رہتے ہیں	سندری سہاگ ہے
جسکے استعمال سے عورت مرد دونوں خوش رہتے ہیں	سندری سہاگ ہے

لہذا جب سندری سہاگ میں تمام خوبیاں موجود ہیں تو آپ کے منگانے میں
کیا تامل ہے۔ کیا ایک شیشی ارسال خدمت کی جائے۔
قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ تین شیشی کی قیمت دو روپے آٹھ آنے۔
محصول علاوہ

مسز اے۔ ایچ۔ فاروقی حیدرآباد
تحریر فرماتی ہیں کہ کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ میں نے آپ کے یہاں سے چار شیشیاں سندری سہاگ کی منگوائی تھیں اب وہ ختم ہو گئیں
اور مجھے تیل مفید ثابت ہونے کی وجہ سے اور منگوانے کی ضرورت پڑی۔ براہ مہربانی تین شیشی سندری سہاگ جسکی
شہرت اخبار "تہذیب النسواں" سے ہے روانہ فرما کر ممنون فرمائیے۔

ملنے کا پتہ۔ ایس۔ اے۔ بی بخشی لمیٹیڈ مؤجد سندری سہاگ تیل کوٹھی نمبر ۲ گولوٹولہ اسٹریٹ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۴ کلکتہ

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی مسلم مشنری امام مسجد ووکنگ انگلستان

راز حیات یا انجیل عمل بلا جلد عہ مجلد ۱۰آنہ
توحید فی الاسلام ۔ بلا جلد عہ مجلد ۵آنہ
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں قسم اول ۲ر قسم دوم ۱۴ر مجلد ۶آنہ
ذرات اسلام کا مذہب ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ر
اسلام اور علوم جدیدہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ر
مطالعۂ اسلام ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲ر
مکالمات ملیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴ر
سلک مروارید (دس لیکچروں کا مجموعہ) بلا جلد ۱۲آنہ مجلد ۱۴آنہ
ضرورت الہام بلا جلد ۱۲ر مجلد ۲آنہ

براہین نیرہ حصہ اول معروف بہ زندہ و کامل الہام ۱۲ر مجلد ۲آنہ
ام الالسنہ معروف بہ زندہ و کامل زبان ۱۲ر مجلد ۲آنہ
اسوۂ حسنہ معروف بہ زندہ و کامل نبی ۸ر مجلد ۱۴ر
خطبات غزنویہ بلا جلد ۱۲ر مجلد ۲آنہ
مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر ۳آنہ
صلائے نصرت مسلمانوں کیلئے پیغام بیداری ۶ر
مسلم مشنری کے ولائتی لیکچر حصہ اول ۱ر
لمعات از احمدیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶ر

درخواستیں بنام مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

ریاست جموں و کشمیر کی شہرۂ آفاق و معجز نما ادویات

یعنی اکسیر سنجیونی بوٹی اور اکسیر سلاجیت کبیر مرد

پرانے شائقین اور ایجنٹوں کو مژدہ

یہ وہ مستند ادویات ہیں جن سے بڑھاپے کی رفتہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مادہ تولید کی کمی اور جملہ کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں اور بہترین مقوی ہیں اور مسہی ہونے کے علاوہ سریع الاثر ہونے میں بے مثل ہیں۔ دماغی کام کرنے والوں مثلاً وکلاء۔ مدرس طالب العلم کلرک وغیرہ کیلئے نعمت ہیں آزمائش شرط ہے۔ پچھلے ایام میں کارخانہ بند رہنے کی وجہ سے جو اصحاب مایوس ہو چکے تھے انکی تعمیل ہو رہی ہے + قیمت عہر

مینیجر سنجیونی و سلاجیت فارمیسی جموں

[illegible]